بلوچستان صوبائی اسمبلی کا اجلاس

مورخہ ۲۷/جون ۲۰۰۴ء بمطابق ۸ جمادی اوّل ۱۴۲۵ ہجری بروز اتوار بوقت دوپہر گیارہ بجکر پچیس منٹ پر زیرِ صدارت جناب اسپیکر الحاج جمال شاہ کاکڑ بلوچستان صوبائی اسمبلی ہال کوئٹہ میں منعقد ہوا۔

جناب اسپیکر: السلام علیکم! کارروائی کا آغاز باقاعدہ تلاوت قرآن پاک سے کیا جاتا ہے۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ۔

از

مولانا عبدالمتین آخوندزادہ

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ ط

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا كُوۡنُوۡا قَوّٰمِيۡنَ لِلّٰهِ شُهَدَآءَ بِالۡقِسۡطِ ز وَلَا يَجۡرِمَنَّكُمۡ شَنَاٰنُ قَوۡمٍ عَلٰٓى اَلَّا تَعۡدِلُوۡا ط اِعۡدِلُوۡا قف هُوَ اَقۡرَبُ لِلتَّقۡوٰى ز وَاتَّقُوا اللّٰهَ ط اِنَّ اللّٰهَ خَبِيۡرٌۢ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ O
وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لا لَهُمۡ مَّغۡفِرَةٌ وَّاَجۡرٌ عَظِيۡمٌ O
صَدَقَ اللّٰهُ الۡعَظِيۡمِ ط

(سورۃالمائدہ آیت نمبر۸-۹)

ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ کے لئے کھڑے ہونے سے انصاف کی گواہی دینے والے ہوجاؤ اور کسی قوم کی دشمنی تم کو اس پر آمادہ نہ کرے کہ تم انصاف کرو، یہ تقویٰ سے قریب تر ہے اور اللہ سے ڈرو بلاشبہ اللہ تعالیٰ کو تمہارے سب اعمال کی پوری اطلاع ہے۔ اور اللہ نے ایسے لوگوں سے جو ایمان لے آئے اور انہوں نے اچھے کام کیئے (وعدہ کیا ہے) کہ اُن کے لئے مغفرت اور ثواب عظیم ہے۔

جناب اسپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، سیکرٹری اسمبلی رخصت کی درخواستیں پڑھیں۔

محمد خان مینگل (سیکرٹری اسمبلی): آج بھی متعدد معزز ممبران صاحبان نے ذاتی مصروفیات کی وجہ سے رخصت کی درخواستیں بھیجی ہیں۔

مولانا نور محمد وزیر خوراک، نواب محمد اسلم رئیسانی صاحب، میر امان اللہ نوتیزئی وزیر ایکسائیز اینڈ ٹیکسیشن

کرنل محمد یونس چنگیزی صاحب وزیر کھیل وثقافت اور ماحولیات۔

جناب اسپیکر: سوال یہ ہے کہ آیا رخصت کی درخواست منظور کی جائے؟ (رخصت منظور کی گئی)

جناب اسپیکر: میزانیہ بابت سال ۰۵-۲۰۰۴ء پر عام بحث کے لئے جن اراکین کے نام موصول ہوئے ان میں سے سید شیر جان بلوچ لیکن تقریر کرنے سے پہلے میں جام صاحب سے request کرتا ہوں کہ یہ اپوزیشن کا جو احتجاج ہے یا بائیکاٹ ہے اس کے لئے کوئی راستہ نکالیں۔

جام میر محمد یوسف (قائد ایوان): شکریہ مسٹر اسپیکر! کل جو اپوزیشن نے واک آؤٹ کیا آج آپ نے جس انداز سے ہمیں کہا کہ میں نے کل بھی یہی کہا کہ ہم بیٹھ کر ان کے ساتھ جو بھی ان کی تجاویز ہیں اور اپوزیشن لیڈر اور اسکے جو ساتھی ہیں ان کے علاقوں میں کہاں کہاں ان کی اسکیمیں ڈراپ ہوئی ہیں تو ہم نے یہی کہا کہ ہم بیٹھ کر فیصلہ کریں گے اور افہام تفہیم کے ساتھ اس چیز کا حل نکالیں گے۔

جناب اسپیکر: تو ان کے ساتھ آپ بیٹھنے کے لئے تیار ہیں اپوزیشن کے ساتھ مہربانی۔ جی کچکول صاحب!

کچکول علی اپوزیشن (قائد حزب اختلاف): جناب اسپیکر! کل جو ہم نے جس سلیقے سے کہا یہاں جو جمہوری روایات ہیں ہم آج اپوزیشن میں ہیں کل ہم حکومت میں ہو سکتے ہیں کل ہم سارے گھر بھی جا سکتے ہیں یہاں کی روایات کو مدنظر رکھتے ہوئے آپ نے بھی کہا تھا کہ آپ کی وجہ سے ہمیں کچھ تکلیف ہوا ہے حالانکہ ہم نے بلوچستان کے مفادات کی خاطر یہ ہمارا ایک جمہوری حق ہے کہ ہم اپوزیشن آپ پر جائز تنقید کریں لیکن ہمیں افسوس ہوا کہ ہم نے سی ایم صاحب کا بھی لحاظ کیا کہ وہ بھی عمر کی لحاظ سے بلوچیت کے حوالے سے علاقے کے حوالے سے ------

جناب اسپیکر: کچکول صاحب!

کچکول علی ایڈووکیٹ: میں آجاؤں گا جناب! آپ نے رولنگ بھی دی ہم نے تحریک استحقاق بھی submit کیا ہے کہ آپ کی رولنگ کے باوجود ۰۴-۲۰۰۳ء کا جو بجٹ تھا جن علاقوں میں زیادتی کی گئی تھی ہماری جو بات بنتی تھی آپ نے غور کرنے کے بعد رولنگ دی اس کے باوجود حکمرانوں نے اس رولنگ کا احترام ہی نہیں کیا تحریک استحقاق ہم نے جناب! کی حضور میں پیش کیا کہ واجہ آپ ہی کی یہ رولنگ کا احترام نہیں کر رہے ہیں ہمیں صرف یہ افسوس ہے کہ اس تحریک استحقاق کو آپ نے نہیں نمٹائی

مناسب طریقے سے reserve رکھا جناب! ابھی یہ جو بجٹ ہے اس میں ہم لوگوں نے صرف یہی کہا ہے کہ۔ یہ صرف تین چار علاقوں کیلئے بجٹ نہیں ہے یہ بلوچستان کیلئے ہے س وقت جو ڈیموکریسی کی جو definition ہے اس میں یہ ہے کہ ڈیموکریسی with document جو ویسٹ کا نیا ایجنڈا ہے ابھی یہ کہتے ہیں کہ غربت کو ہم ختم کریں گے ابھی روزگار دینے کی بھی چکر نہیں ہے ابھی تو ماشاءاللہ ہم لوگوں کا وزیراعظم صاحب بھی کہ غربت کو کس طریقہ سے ختم کرلیں گے مائیکرو نامکس کی ایک تھیوری ہے وہاں جو ترقیاتی کام ہونگے اس سے وہاں کے لوگوں کو روزگار کا موقع فراہم کیا جائے گا۔ اگر کام صرف پنجگور میں ہوجائے یہاں معاشی ڈویلپمنٹ ہو تو کیا چمن کے سارے آدمی آ کر پنجگور میں روزگار حاصل کریں گے۔ جناب والا! ہمیں ایک ایسا توازن ہو کہ سارے علاقے میں ترقیاتی کام ہوجائیں تاکہ وہاں کے لوگوں کو روزگار فراہم کیا جائے۔ جناب والا! دوسری بات یہ کہ سارے ڈیپارٹمنٹ میں job کا مسئلہ ہے ایگریکلچر ڈیپارٹمنٹ میں تقریباً سوڈیڑھ سو اسامیوں میں جس کی بے قاعدگی اور بے ضابطگی کی نشاندہی ہم نے یہاں پر کی ہے آپ جناب نے رولنگ دی ہم لوگوں کو سی ایم صاحب نے کہا تھا کہ میں ایک کمیٹی بناؤنگا بس ہمیں یہ پتہ تھا کہ وہ ہمیں تسلی دیں گے پھر اپنی ہی بات کرلیں گے۔ یہ ہوا جناب! ابھی تربت میں اسامیاں ہیں ساری آسامیاں لسبیلہ میں اور بہت ساری آسامیاں اور علاقوں میں آئیں یہ انصاف ہے آیا یہ جمہوریت ہے ہم یہ نہیں کہتے کہ ہمیں وہاں پوسٹیں دیں علاقوں میں کچھ نہ کچھ پوسٹیں دیں اپنی پارٹی والوں کو ہی لگادیے لیکن وہاں پر بھی بے روزگاری ہے لسبیلہ میں بھی بے روزگاری ہے خاران میں بھی بے روزگاری ہے پنجگور میں بھی بے روزگاری ہے۔ یہ سارا علاقہ ایک پسماندہ علاقہ ہے۔ جناب والا! ان حالات کے تحت ہم نے جو احتجاج کیا تھا اور ہم نے یہ کہا تھا کہ آپ اپنی PSDP کو revise کریں۔ ریوائیز کی بجائے ہمیں سی ایم صاحب نے غصہ میں کہا تھا کہ ہم لوگ آپ لوگوں کی من مانی نہیں مانیں گے۔ سر! یہ ہماری من مانی نہیں ہے۔ آپ اپنے لئے نہیں بلوچستان کیلئے۔۔۔۔۔۔

<u>جناب اسپیکر:</u> کچکول علی صاحب! اس لئے میں نے صبح آنے سے پہلے جام صاحب سے ریکوسٹ کی تھی کہ کل کے ریمارکس کے بارے میں تو انہوں نے کہا تھا کہ میں انشاءاللہ آج ان کے ساتھ بیٹھوں گا اور

انہیں ایڈجسٹ کرونگا۔آپ کے آنے سے پہلے میں نے ان سے ریکوئسٹ کی۔

کچکول علی ایڈووکیٹ: جی شکریہ!

جناب اسپیکر: جی جناب زیارتوال صاحب!

عبدالرحیم زیارتوال: جناب و الا! جیسا کہ تجربہ اور مشاہدہ سے ظاہر ہے کل واقعتاً ہمیں بہت دکھ ہوا جام صاحب ایوان میں جو فقرے کہہ گئے جناب اسپیکر! ہم نے احتجاج کو بجٹ پر جاری رکھا ہے۔ہم آپ کے سامنے ایوان کے سامنے ساری دنیا کے سامنے یہ ثابت کریں گے کہ یہ صوبے کے ٦٥ لاکھ عوام کا بجٹ نہیں ہے۔ایک شخص کا ہوسکتا ہے چند افراد کا یہ بجٹ ہوسکتا ہے صوبے کے مفاد کا یہ بجٹ نہیں ہے ۔جناب اسپیکر! جام صاحب جیسا کہہ رہے ہیں میں بیٹھنے کیلئے تیار ہوں۔ یہ بات نہیں ہے جناب اسپیکر صاحب! کل بھی یہ بات ہم نے وضاحت کے ساتھ ایکسپلین کی کہ ہم اس بجٹ پر بیٹھیں گے۔ہم صرف اس میں نظر انداز نہیں ہیں پورا صوبہ نظر انداز ہے۔یہ چند افراد کا بجٹ نہیں ہونا چاہیے۔صوبے کے ٦٥ لاکھ افراد کا اس صوبے کے خزانہ میں مساوی حق ہے۔ہم تمام چیزیں میرٹ پر آپکے سامنے رکھیں گے ان کے سامنے رکھیں گے آپ کی جو بھی کمیٹی ہوگی اس کے سامنے رکھیں گے ان چیزوں کیلئے اگر وہ باقاعدہ کہتے ہیں کے بجٹ میں بجٹ کاپی میں reflect کرونگا میں باقاعدہ بیٹھونگا پچھلے سال کی طرح ہم نے انکے کہنے پر ہم نے وہ کچھ کیا۔لیکن ہوا کیا ہوا وہی جو پہلے سے ایک دو اسکیمیں تھیں تو وہ بھی ڈراپ کر دیں۔اس طرح سے یہ حکومت نہیں چل سکے گی۔اس حکومت کی اچھی کارکردگی نہیں ہے۔حکومت کا یہ متصبانہ رویہ ہمارے دوستوں کیساتھ یا ٹریژری بنچوں کے بعض ساتھیوں کے ساتھ جو انہیں نے روا رکھا ہے۔اس پر ہم نے احتجاج کیا ہے ہم اپنے احتجاج کو جاری رکھیں گے۔جب تک جام صاحب ٹریژری بنچز کے قائد ایوان کی حیثیت سے ان چیزوں کا ازالہ نہیں کریں گے۔یہاں میرٹ نہیں ہے یہاں اچھی حکومت کی کوئی نشانی نہیں ہے۔اس حکومت کے بارے میں یہ صوبے کی ناکام ترین حکومت ہے۔یہاں کرپشن ہے۔یہاں پر جناب اسپیکر اقربا پروری ہے۔یہاں میرٹ کی صریحاً پامالی ہے۔اگر ان چیزوں کو ٹھیک کریں گے ۔ہم اس صوبے کے لوگ ہیں۔ہم کہیں اور نہیں جاسکتے آج اگر ہم یہاں کھڑے ہیں تو کل یہیں آپ ہونگے لیکن بات یہ ہے کہ کیا

ہم اس صوبے کوایک اچھی حکمرانی دیں گے۔کیا ہم یہ وعدہ کرتے ہیں کہ اس صوبے کواپنے اصولوں کے مطابق چلائیں گے۔ہم نے کیا گناہ کیا ہے۔کس گناہ کی ہمیں سزامل رہی ہے۔کہ آپ تنقید نہ کریں۔ اگر آپ اپوزیشن کونکال دیں تو اسمبلی کی کیا حیثیت رہتی ہے۔اسمبلیاں کیا ہوتی ہیں اور اسکے علاوہ جناب اسپیکر صاحب! آپ دیکھ رہے ہیں کہ ۲۲ گریڈ کے آفسر ہم سب کی چھٹی کروادیتے ہیں ہم اس پر نہ بولیں ہم فلاں آدمی کے خلاف نہ بولیں۔ یہاں بیوروکریسی میں ایسے لوگ بیٹھے ہیں جناب اسپیکر! آپنے پوراسال گزاردیا ہے نوارب روپے کے بجٹ میں سے آپ ڈھائی ارب روپے کا بجٹ خرچ نہ کراسکے چھ ارب چھیاسٹھ کروڑ کا بجٹ آپ کا اس سال بھی لپس ہوا ہے۔پچھلے سال آپ کا تین ارب روپے کا بجٹ لپس ہوا تھا۔تو جناب اسپیکر! آپ اس کوحکمرانی کہتے ہیں اسکوآپ ٹھیک کہتے ہیں۔اگر آپ اسکوٹھیک کرنے کی کوشش نہیں کرتے ہیں تو یہ ہندسوں کی ہیرا پھیری ہے۔اس ہیرا پھیری میں کم ازکم ہمیں تو نہ ڈالیں اس کو آپ ٹھیک کریں گے اس کو آپ ٹھیک طریقہ سے چلائیں گے۔اس پر آپ کی ٹھیک طریقہ سے گرفت نہیں ہے تو ہونی چاہیے۔اس ایوان کے متعلق میں نے پہلے بھی کہا تھا کہ یہ اس صوبے کا سب سے بالاتر ادارہ ہے اس ادارے کے تحت سب کو چلانا ہوگا جواس ادارے کونہیں مانتا وہ چاہے آفسر ملازم ہے وہ جہاں کا بھی رہنے والا ہو اس صوبے سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے۔یہ اسمبلی یہ ایوان سپریئر ہے۔جام صاحب کی بات اگر نہیں مانی جاتی ہمیں کہہ دیں۔ہم اپنی حیثیت سے ہر کسی سے منوالیں گے۔دنیا کا ہر شخص دیکھ سکے گا کہ کیا ہے۔یا پھر ہماری چھٹی کروادیں۔جو بھی من مانی کرتا ہے وہ دنیا کو جاکر فیس کرے ہم اس کے ذمہ دار نہیں ہیں۔ہمیں کہا جاتا ہے کہ اس ملک میں جمہوریت ہے۔اور یہاں اسپیکر بیٹھا ہوا ہے یہاں قائدایوان ہے۔یہ باتیں تو دنیا کے سامنے کی جاتی ہیں۔جناب اسپیکر! آج بھی اسلام آباد آپکو کیا دے رہا ہے آپکے وزراء ٹریژری بنچز کے کتنی مرتبہ اس سال ہمارے خزانہ کے پیسوں سے اسلام آباد گئے اوروہاں سے خالی ہاتھ واپس آئے۔جناب والا! چھ سوارب روپے سے زیادہ کا مرکز ہمارا مقروض ہے۔اس کے علاوہ ایک کھرب چھ سوارب اس کے باوجود ایک پیسہ نہیں مل رہا چھ ارب اسوقت ہم اسٹیٹ بینک کو دے چکے ہیں اس حالت میں اس صورتحال میں نہ چیخیں ہم اپنے لوگوں کیلئے نہ کہیں تو کیا کریں کہاں جائیں این ایف سی ایوارڈ میں تین صوبے کہتے ہیں کہ این ایف سی ایوارڈ

کومنظور کرواؤ پنجاب کہتا ہے کہ نہیں تو ہم سارے بے بس ہیں پنجاب کے سامنے۔کیا یہ ملک صرف پنجاب کا ہے۔اگر یہ ملک پنجاب کا ہے تو یہ پنجاب کو مبارک ہو اور اگر یہ ملک پاکستان کے بقیہ تینوں صوبوں کا ہے یہاں کے چودہ کروڑ عوام کا ہے تو سب کے حق کو تسلیم کرنا ہوگا۔یہاں جموریت کو نہیں چھوڑتے ہیں یہاں صوبائی حکومتوں کی جواب طلبی ہو جاتی ہے۔یہاں بیوروکریسی کے جو دھندے چلتے ہیں یہ ہم سب کے سامنے ہیں۔جناب اسپیکر! ہم کہاں سے پیسے لائیں ہم آپ کے آفسروں کو پیسے نہیں دے سکتے کہیں اپنی اسکیموں کو ریلز کرنے کیلئے اگر ہم ان کی نشاندہی کریں گے تو آپ انہیں پکڑیں گے یہ کیا ہو رہا ہے۔آپ کا ساتھی وہاں بیٹھا ہوا ہے۔اس ڈیپارٹمنٹ میں یہ کچھ ہو رہا ہے آپ کے وزیر خزانہ یہاں بیٹھے ہوئے ہیں خزانے کا سیکرٹری اس کے پیسے ریلز نہیں کر رہا ہے کتنی مرتبہ گئے کیا کیا بھیک مانگیں۔کیا یہ گورنمنٹ اس طرح سے۔اور ہمیں کہا جاتا ہے کہ آپ یہ کر رہے ہیں آپ وہ کر رہے ہیں۔ہم نے احتجاج کیا ہے۔ٹھیک طریقہ سے احتجاج کیا ہے۔اگر واقعی ہم نے اس گورنمنٹ کو فعال بنانا ہے۔ اس لئے کہتے ہیں ایمانداری سے کہتے ہیں کل آپ نے جب کہا اور ایمانداری کی بات یہ ہے کہ صوبے میں ہمارے لئے سب محترم ہیں کسی کی تضحیک نہیں کرنا چاہتے اور نہ ہمارا ارادہ ہے اور نہ ہم یہ کریں گے لیکن مجبوراً ہمیں یہ احتجاج اس وقت کرنا پڑتا ہے کہ خدا کیلئے اگر کوئی چیز کا آپ بنا نہیں سکتے ہیں تو اس میں کون رکاوٹ ہے۔ہم چھاؤنیوں کی طرف دیکھتے رہتے ہیں چھاؤنی اس کا اپنا کام ہے۔آپ سے زیادہ فوج کا ہم احترام کرتے ہیں۔اور فوج کو ہم تنخواہ دے رہے ہیں عوام کے پیسوں سے۔اور اس تنخواہ کے بدلے ہم نے کام بھی متعین کئے ہیں آپ اسپیکر ہیں آپ کا ایک کام ہے ایک کام کے لئے آپ کو سرکاری خزانے سے تنخواہ مل رہی ہے اگر وہ آپ کام چھوڑ کر کسی اور کے کام میں لگ جائیں گے اور اس پر ہمیں تنقید کرنے کی اجازت نہیں ہوگی تو کیا ہوگا جناب اسپیکر! ہم تو یہ گزارشات لے کر آئے ہیں۔یہاں ہمارے جو لوگ ہیں یہاں ہمارا جو صوبہ ہے۔۔۔۔۔۔۔

<u>جناب اسپیکر</u>: او کے مہربانی۔

<u>عبدالرحیم زیارتوال</u>: یہاں جو غربت ہے یہاں جو پسماندگی ہے یہاں جو خشک سالی ہے اور اس سے جو آپ کے دوستوں نے یہاں جو کچھ کیا ہے پندرہ ٹیوب ویل کو دس بنایا اور دس میں سے پورے اپوزیشن کا

ایک بھی ٹیوب ویل لگا کر نہیں دیا۔ اورخود سارے کے سارے ایک سو دس لگا سکتے ہیں کیا ان لوگوں کا یہ حق نہیں تھا اور وزیر اعظم کے ڈراوٹ پیکیج میں جو پیسے دیئے گئے اور جو یہاں کوئٹہ کا ہوا اس کو کاٹ کر وہاں دے دیئے اور بعض ساتھیوں کو تو بالکل ملے ہی نہیں ہیں اس کو consider نہیں کرتے ہیں اور آپ لوگ یہاں سے آرڈر جاری کرتے ہیں اور آپ کا جو عملہ ہے اس کو یہ کہتے ہیں کہ ان کے پی سی ون submit نہیں کرواؤ تو یہ پی سی ون submit نہیں کرواؤ تو ہوگا کیا کیسے کس بنیاد پر ایک ایک آدمی اپنے حلقے میں تیس تیس چالیس روڈ دیتا ہے اور دوسرے حلقے میں کچھ نہیں ہے ایک آدمی اپنے حلقے میں تیس چالیس واٹر سپلائیاں دے دیتا ہے دوسرے پورے ضلع میں واٹر سپلائی نہیں ہوا کرتا ہے ایک آدمی اپنے حلقے میں ملازمتیں دے دیتا ہے reflect کرتا ہے پی ایس ڈی پی میں لیکن دوسرے علاقے میں کچھ بھی نہیں ہے اضلاع تک کچھ نہیں ہے تو جناب اسپیکر! ہم اس رویہ کے خلاف جو گورنمنٹ کا ہمارے ساتھ رہا ہے اس کے خلاف ہم اپنا احتجاج جاری رکھیں گے اور یہ احتجاج صرف ہاؤس کے اندر ہی نہیں ہم مجبور ہو گئے ہیں کل بھی آپ لوگوں کو کہا تھا کہ اس احتجاج کو روڈ پر لے جائیں گے پورے صوبے میں لے جائیں گے اور یہ کہیں گے کہ ہمارے ساتھ صوبے کے ساتھ سپیشلی صوبے کے عوام کے ساتھ اس وقت گورنمنٹ جو کچھ کر رہی ہے یہ صوبے کے عوام کے مفاد کے لئے نہیں ہے بلکہ صوبے کے پیسٹھ لاکھ عوام کو قتل کرنے کے منصوبے ہیں۔

<u>جناب اسپیکر</u>: او کے۔

<u>عبدالرحیم زیارتوال</u>: ان کو یہ ختم کرنے چاہیں یہ منصوبے۔

<u>جناب اسپیکر</u>: او کے مہربانی۔

<u>عبدالرحیم زیارتوال</u>: میں یہ کہہ دینا چاہتا ہوں اگر جام صاحب ان چیزوں کو کہتے ہیں واقعتاً یہ غفلت ہوئی ہے واقعتاً پچھلے سال کی پی ایس ڈی پی استعمال نہیں ہوئی ہے پچھلے سال کی پی ایس ڈی پی میں جان بوجھ کر کھلے کئے گئے ہیں جان بوجھ کر اسکمیں ڈراپ کی گئی ہیں اور ہمیں کہہ رہے تھے کہ پیسے نہیں ہیں اور چھ ارب روپے لیپس کر دیئے اور وہاں سے چھ ارب روپے صوبے کے لئے سود پر لے لئے ۔ اگر جام صاحب یہ وعدہ کرواتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ان سب چیزوں کو ٹھیک کریں گے اور اس وقت کی جو

پی ایس ڈی پی ہے اس کو revise کریں گے اور اس پی ایس ڈی پی میں جو ضلع نظر انداز کر دیئے گئے ہیں میں حلقے کی بات نہیں کرتا ہوں میں گولی مارتا ہوں میں نے جس نظریے پر ووٹ لیا ہے وہ نظریہ آج تک قائم ہے اس میں کوئی خرابی نہیں آئی ہے وہ مضبوط ہوا ہے وہ آگے چلا گیا ہے اور پنجاب کا جو ظلم خود آپ کی ٹریژری بنچز یہاں سے واسع صاحب کہتے ہیں کہ ہم پنجاب کو بجلی نہیں دیں گے گیس نہیں دیں گے اگر پنجاب گندم نہیں دے گا پنجاب کا رویہ غلط ہے پنجاب غلط کر رہا تو جب اس طریقے سے ہیں تو اس سے ہمارے نظریات مضبوط ہوئے ہیں کمزور نہیں ہوئے۔

جناب اسپیکر: مہربانی۔

عبدالرحیم زیارتوال: قوم پرست آج طاقت میں ہے اس صوبے میں ہم سب کچھ کرنے والے ہیں کر بھی سکتے ہیں۔

جناب اسپیکر: اوکے۔

عبدالرحیم زیارتوال: یہ جام صاحب کی مرضی ہے ٹریژری بنچز کی مرضی ہے اگر اس کو ٹھیک طریقے سے چلاتے ہیں ٹھیک طریقے سے ہمیں بٹھاتے ہیں ہمیں اپنا سیال سمجھتے ہیں ہمیں اگر آپ نے ناسیالی کی نظر سے دیکھا ہے اگر ہم کو آپ سیال کی نظر سے دیکھیں گے جو بھی ہمیں کہیں گے ہم کرنے کے لئے تیار ہیں۔

جناب اسپیکر: مہربانی۔

عبدالرحیم زیارتوال: اور اگر آپ کہیں گے کہ یہ ناسیال ہیں تو ہم ناسیال نہیں ہیں۔

جناب اسپیکر: مہربانی۔

عبدالرحیم زیارتوال: یہ لوگ ناسیال نہیں ہیں یہ قوم کے نمائندے ہیں آے آیس آئی کے کہنے پر اگر ان کو ہرایا گیا ہے ہم اے آیس آئی یہ ثابت کر کے دکھا دیں گے ساری دنیا کو کہ اے آیس آئی کی حکمرانی اس صوبے پر مزید نہیں چل سکتی ہے اس اداروں کو اس ملک کا احترام کرنا ہوگا۔

جناب اسپیکر: اچھا جام صاحب ٹریژری بنچز سے ان کے مسائل پر کوئی بولنا چاہیں گے۔ جی شاہ صاحب!

سید احسان شاہ (وزیر خزانہ): شکریہ جناب اسپیکر صاحب! قائد احزب اختلاف اور جناب رحیم زیارتوال صاحب نے بڑی اچھی باتیں کیں اور انہوں نے روایات کا تذکرہ کیا ان سے زیادہ گلہ نہیں

لیکن البتہ جس دن بجٹ پیش ہو رہا تھا اس دن میں سمجھتا ہوں انہوں روایات کی پامالی کی۔

جناب اسپیکر: اس پر انہوں نے معذرت کر لی اس بات کو ابھی چھوڑیں۔

سید احسان شاہ (وزیر خزانہ): اس وقت جناب! جو قائد ایوان نے فلور پر فرمایا ہے کہ جہاں جہاں دوستوں کی شکایات ہیں جہاں جہاں سمجھتے ہیں کہ ان کے ساتھ ناانصافی ہوئی ہے ان کے حلقوں کے ساتھ یا کسی علاقے کیساتھ اس کے لئے تو جام صاحب نے تو یقین دہانی کرائی ہے کہ ہم ان کے ساتھ بیٹھ کر بات کرنے کے لئے تیار ہیں لیکن اپوزیشن سے بھی میں گزارش کروں گا کہ جو اپوزیشن کی ذمہ داریاں ہیں وہ اس حد تک اپنی ذمہ داریاں نبھائیں اور جو ہماری ذمہ داریاں ہیں ہم اپنے دوستوں سے کہیں گے اور خود کریں گے اور اپنے آپ کا بھی احتساب کریں گے کہ جو ہماری لمیٹ ہے ہم اس کے اندر رہ کر کام کریں یہ میرے خیال میں بہت موزوں اور مناسب بات ہو گی اس ہاؤس کو چلانے کی لئے دیگر شورشرابے سے ہنگامے سے نہ ان کا کوئی فائدہ ہوگا نہ ہمارا کچھ فائدہ ہوگا نہ اس ایوان کا تقدس بحال رہے گا۔ تو میں سب دوستوں سے یہ گزارش کرتا ہوں کہ جام صاحب نے جو فرمایا ہے اس پر وہ یقین کر لیں اور اس کے بعد ہم انشاءاللہ ان کے ساتھ بیٹھ کر جہاں جہاں زیادتی ہوئی ہے ہم ان کا ازالہ کریں گے۔ شکریہ

جناب اسپیکر: جی جان محمد صاحب!

جان محمد بلیدی: مجھے اجازت دیں میں مشکور ہوں آپکی روایتیں پتہ نہیں اسمبلی کی کونسی کونسی رہیں گیں اب ہر روایت نئی بنتی جائے گی۔ جب حکمرانوں کے انداز بدل جائیں گے یہ depend کرتا ہے حکمرانوں کے انداز پر کہ وہ اسمبلیوں کو وہ جمہوری اداروں کو کس طرح چلانا چاہتے ہیں۔ اگر وہ چاہتے ہیں کہ وہ ڈنڈے کے زور پر سب کو سیدھا کر سکتے ہیں تو بڑی غلط فہمی میں ہیں یہ بلوچستان ہے جہاں آپ اور ہم سب بیٹھے ہوئے ہیں یہاں ہر ایک کو دوسرے کی قوت کا اندازہ ہے یہاں تمام پارٹیاں اپنی ایک طاقت رکھتی ہیں اپنی ایک قوت رکھتی ہیں اور ہم نے واضح طور پر اس دن کہا ہے بجٹ میں جس طرح بجٹ پیش کیا گیا اور بعد کی یہ تنقید ہے کہ بجٹ کی کاپی بغیر دیکھے پڑھے پھاڑ دی گئی آپ کی اطلاع کے لئے عرض ہے یہ بلوچستان ہے بلوچستان اسمبلی سے بلوچستان سیکریٹریٹ تک ایک ایک جگہ جہاں آپ سمجھتے ہیں آپ کے ملازم ہیں وہاں ہمارے دوست بیٹھے ہوئے ہیں ہمیں ایک ایک چیز کا پتہ ہوتا ہے قبل از وقت یہ سیدھی

سی بات ہے۔ کہ آپ کیا کرنے جا رہے ہو آپ کے ارادے کیا ہیں آپ کتنے فنڈ کس مد میں رکھ رہے ہو آپ نے کونسی پالیسی اختیار کی ہے یہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں ہے اور ہم نے جو احتجاج کیا تھا وہ ہمارا آئینی قانونی جمہوری حق تھا اور ہم سمجھتے ہیں کہ ہم اپنی آئینی قانونی جمہوریت کو ہر وقت استعمال کریں گے وزیر خزانہ صاحب نے جس طرح بات کی ہے کہ جام صاحب نے وعدہ کیا ہے دیکھیں اس اسمبلی میں آپ کی موجودگی میں جس طرح لیڈر آف اپوزیشن نے کہا کہ وعدے وعید بہت کچھ ہو چکے ہیں اور ابھی ہمیں ان پر کوئی اعتبار بھی نہیں رہا ہے یہ حقیقت ہے کوئی اعتبار نہیں ہے آپ ہمیں بتائیں کہ کس وعدے پر آج تک اس اسمبلی میں اس فلور پر کیا گیا کوئی ایک وعدہ قبول یا ایفا ہوا ہے۔ ایک بھی نہیں ہوا ہے تو آج بھی ہم یہ کہتے ہیں کہ کسی وعدے وعید پر نہ ہم بھروسہ کرتے ہیں نہ اس پر یقین کرتے ہیں اب تو دوٹوک بات رکھ رہے ہیں یہ ہمارا احتجاج ہے جس طرح رحیم زیارتوال نے کہا کہ ہم نے یہ اسمبلی سے شروع کیا ہے ہم نے جس انداز میں شروع کیا ہے اس کو آگے بڑھائیں گے۔ اسمبلی سے باہر کوئٹہ شہر اور پورے بلوچستان تک ہم سمجھتے ہیں ہماری پارٹیاں جتنی قوت رکھتی ہیں ہم اپنی پوری قوت کا مظاہرہ پورے بلوچستان میں ان حکومتی زیادتیوں کے خلاف کریں گے ان ناانصافیوں کے خلاف کریں گے جو بلوچستان کی قومی اور عوامی دولت کو غلط استعمال کر رہے ہیں۔ حکومتیں بنتی ہیں بلوچستان کی حکومت ہے اس میں کوئی شک وشبہ نہیں ہے ہماری امید یہ ہے کہ وہ بلوچستان کے تمام مسائل کو جو بلوچ لوگ بلوچستان کے لوگ پشتون، پنجابی، اور ہزارہ جو یہاں آباد ہیں وہ جن مسائل کا شکار ہیں ان پیسوں سے جو ہمیں ملتے ہیں جو ہمیں پنجاب بھیک کے طور پر ہمیں ملتا ہے ہمارے حق کی بات نہیں سمجھ کر ہمیں جس طرح بھیک دیا جاتا ہے گرانٹ پر ہمارا گزارہ کیا جاتا ہے خدارا اس حکومت کو تو یہ ہوش کرنی چاہیئے کہ ہمیں جو بھیک اور گرانٹ کے طور پر جو پیسے مل رہے ہیں ان کے ان بیچارے بلوچستان کے عوام پر صحیح خرچ کرے۔

<u>جناب اسپیکر</u>: او کے جان محمد صاحب!

<u>جان محمد بلیدی</u>: اسی لئے میں واضح طور پر کہنا چاہتا ہوں کہ جس طرح بجٹ میں بلوچستان کے فنڈز کو بلوچستان کی دولت کو غلط تقسیم کیا گیا ہے جس میں میں سمجھتا ہوں بلوچستان کے بعض علاقے چند علاقوں کے علاوہ جن کو نوازا گیا ہے باقی تمام نظر انداز ہیں اور خود ٹریژری بنچز میں بیٹھے لوگ چار چھ دس احتجاج پر

ہیں ان کا اپنا طریقہ کار ہے ان کی اپنی حکومت ہے لیکن ہم سمجھے ہیں پی ایس ڈی پی ہم نے بھی پڑھا ہے اوپر سے نیچے تک ایک ایک لفظ ہم نے دیکھا ہے کہ کس علاقے میں دو دو ارب کی روڈ ہیں اور کس علاقے میں کسی کے حلقہ انتخاب جہاں سے وہ منتخب ہو کر آئے ہیں ایک روڈ بھی نہیں ہے نہ BHU ہے۔ بعض لوگوں کی کنسٹیٹیوینسی constituency میں جو منتخب ہو کر آئے ہیں ایک روڈ بھی نہیں ہے۔ نہ بی ایچ یو ہے۔ نہ روڈ ہے، نہ آر ایچ سی ہے، نہ اسکول بلڈنگز ہیں۔ اِس طرح کی جو ناانصافی ہے ہم سمجھتے ہیں کہ یہ بلوچستان کے لوگوں کے ساتھ بلوچستان کے عوام کے ساتھ بہت بڑی ناانصافی ہے۔ بہت بڑی زیادتی ہے۔ جسکی ہم شدید طور پر مذمت کرتے ہیں۔ اور واضح طور پر کہتے ہیں کہ جب تک اِس پر بیٹھ کے جس طرح کہ وزیراعلیٰ کہتے ہیں اس پر بیٹھ کے اسکوریوائیز نہیں کیا جائے گا پی ایس ڈی پی کو واضح طور پر written میں تب تک ہمارا احتجاج جاری رہے گا اور ہم یہ احتجاج کرتے رہیں گے۔

<u>سردار محمد اعظم موسیٰ خیل:</u> جناب اسپیکر!

<u>جناب اسپیکر:</u> سردار صاحب! ہو گیا۔ رحیم صاحب اور کچکول صاحب نے بات کی آپ کے بڑے ہیں۔

<u>سردار محمد اعظم موسیٰ خیل:</u> جب ہم اُٹھتے ہیں آپ ہمیں بات کرنے نہیں دیتے ہیں۔ پتہ نہیں وجہ کیا ہے؟

<u>جناب اسپیکر:</u> آپ یہی باتیں دُہرائیں گے؟

<u>سردار محمد اعظم موسیٰ خیل:</u> دُہرائیں گے یہ ہمارا حق ہے ہم کہیں گے۔ اِس فلور پر لائیں گے۔

<u>جناب اسپیکر:</u> ابھی کارروائی کو آگے بڑھنے دیں۔

<u>سردار محمد اعظم موسیٰ خیل:</u> آپ کی گورنمنٹ کی جو نااہلی کے جو ثبوت ہیں ہمارے پاس ہم اِس فلور پر بیان کریں گے۔

<u>جناب اسپیکر:</u> نہیں بجٹ تقریر پر آپ کو پورا موقع دیا جائے گا۔

<u>سردار محمد اعظم موسیٰ خیل:</u> جناب! بجٹ تقریر میں ہم حصہ نہیں لیں گے ہم احتجاج پر ہیں جو احتجاج ہم نے جاری رکھا ٹھیک ٹھاک احتجاج ہوگا۔ ہم اپنے احتجاج کو یقیناً جاری رکھیں گے۔

<u>جناب اسپیکر:</u> سردار صاحب! آپ تشریف رکھیں۔

<u>سردار محمد اعظم موسیٰ خیل:</u> جناب اسپیکر صاحب! آپ ہمیں کہنے کا موقع دیدیں۔

جناب اسپیکر: ہوگیا۔ابھی اِنہوں نے ریکارڈ کیا۔رحیم صاحب نے یہ تمام باتیں حکومت کے سامنے رکھ دی ہیں۔

سردار محمد اعظم موسیٰ خیل: رحیم صاحب اور کچکول صاحب نے کہہ دیا ہمیں بھی تو کہنے کا حق ہے ہم بھی تو کہنے کے لئے کھڑے ہیں جناب اسپیکر صاحب! گرآپ کو ہماری بات صحیح نہیں لگتی وہ تو الگ بات ہے۔

جناب اسپیکر: جی شیر جان صاحب!

سید شیر جان بلوچ (وزیر جی ڈی اے): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب اسپیکر!۔۔۔۔(مداخلت)

عبدالرحیم زیارتوال: جناب اسپیکر!

جناب اسپیکر: رحیم صاحب ہم نے آپ کو کہہ دیا کہ۔۔۔۔

سید شیر جان بلوچ (وزیر جی ڈی اے): ۰۴-۲۰۰۳ء کا بجٹ پیش ہوا میں سمجھتا ہوں بلوچستان کی تاریخ میں یہ بجٹ۔۔۔۔۔

جناب اسپیکر: شیر جان اِسٹاپ۔جی۔۔۔۔۔

عبدالرحیم زیارتوال: جناب اسپیکر صاحب! آپ کی واضح رُولنگ کے بعد بھی جب اُس پر عملدرآمد نہیں ہوا تو اب اُس پر عملدرآمد کرانا اِس طریقے سے نہیں ہوگا۔جام صاحب اگر واضح طور پر کہتے ہیں۔۔۔۔۔

جناب اسپیکر: عبدالرحیم صاحب آپ وہ طریقہ بتا دیں؟

عبدالرحیم زیارتوال: جی؟

جناب اسپیکر: آپ وہ طریقہ بتا دیں۔اب وہ کیا کہیں وہ تو کہہ دیا۔

عبدالرحیم زیارتوال: میں نے کہہ دیا۔ جو اسکیمات جن لوگوں کو نظرانداز کیا گیا ہے اُس پر واضح طور پر وہ کہیں گے کہ اُن کی اسکیمات ہم اِس پی ایس ڈی پی میں شامل کر کے ریفلیکٹ ہوں گے منظور ہوں گے اور تب جا کے ہم احتجاج ختم کریں گے ورنہ نہیں۔

سید احسان شاہ (وزیر خزانہ): جناب اسپیکر صاحب!

جناب اسپیکر: جی۔

سید احسان شاہ (وزیر خزانہ): جناب! میں سمجھتا ہوں کہ جناب رحیم زیارتوال صاحب اور کچکول صاحب

نے جو باتیں کیس سی ایم صاحب نے پہلے ہی جو اسٹیٹمنٹ دیا وہ یہی تھا جو کچھ یہ دوست فرما رہے ہیں وزیراعلیٰ نے اُنہی کی باتوں پر کہا کہ جناب ہم اسکوریوائیز کرنے کے لئے تیار ہیں۔لیکن جو اسٹیٹمنٹ جان محمد بلیدی صاحب کا تھا ایک خوشگوار ماحول جو ہاؤس میں بَن رہا تھا اُسکے بعد یہ کہ طاقت استعمال کریں گے ہم طاقت کے زور پر منوائیں گے میں سمجھتا ہوں یہ اچھی بات نہیں ہے جتنی قوت وہ رکھتے ہیں اِس طرف کے بنچز والے بھی قوت رکھتے ہیں۔ یہ صحیح بات نہیں ہے کہ حکومت کو تھریٹ threat کر کے کوئی بات منوائیں۔اور یہ حکومت کبھی threat نہیں مانے گی یہ واضح طور پر میں کہتا ہوں۔

جناب اسپیکر: رحیم صاحب! پلیز ابھی بات چل رہی ہے یہ سلسلہ بند کریں۔

عبدالرحیم زیارتوال: ہم نے سامنے وہ بات رکھی ہے اگر ٹریژری بنچز کو قائد ایوان کو وہ یہ وعدہ کرتے ہیں تو ٹھیک ہے اگر وہ یہ وعدہ۔۔۔۔۔۔

جناب اسپیکر: وعدہ تو کر لیا۔

عبدالرحیم زیارتوال: جناب اسپیکر صاحب! یہاں سے ہم باہر نکلیں گے دَس منٹ کے بعد میٹنگ ہوگی اور دَس منٹ کے بعد وہ کہیں گے کہ خُدا حافظ۔ یہ بات ٹھیک نہیں ہے۔ دوسری بات یہ ہے جناب اسپیکر! ہم نے دھمکی نہیں دی ہے۔احتجاج کو دھمکی نہیں کہا جاسکتا۔ ہم اپنا احتجاج جاری رکھتے ہیں۔

جناب اسپیکر: جی جام صاحب!

سید احسان شاہ (وزیر خزانہ): وہ کہتے ہیں کہ ہم ڈنڈے کی زور پر کرتے ہیں۔

جان محمد بلیدی: ڈنڈے کی زور پر ہم بات نہیں کرتے ہیں۔

جناب اسپیکر: زیارتوال صاحب! شاہ صاحب فرما رہے ہیں۔اوکے رحیم صاحب! شاہ صاحب فرما رہے ہیں کہ زیارتوال صاحب اور کچکول صاحب نے یہ مناسب بات کی ہم نے مان لی لیکن جب جان محمد بلیدی صاحب نے کہا کہ ڈنڈے کے زور پر۔۔۔۔۔

سید احسان شاہ (وزیر خزانہ): حزب اختلاف نے جو بات کی مناسب بات کی۔ رحیم زیارتوال صاحب نے جو بات کی مناسب بات کی۔ پارلیمانی باتیں تیں۔لیکن ایک ممبر اُٹھ کے اپوزیشن کا یہ کہے کہ میں حکومت کو ڈنڈے کے زور پر راہ راست پر لے آؤں گا۔اور ہم نہیں مانیں گے ڈنڈے کے زور کو۔

عبدالرحیم زیارتوال: جناب! ہم جمہوری روایات کے قائل ہیں، دلائل کے قائل ہیں، ڈسکشنز کے قائل ہیں لیکن ڈنڈے والی زوروالی باتیں دوسرے لوگ کر سکتے ہیں ہم احتجاج کرتے ہیں۔ہم نے احتجاج کا لفظ استعمال کیا ہےاور ہم احتجاج کریں گے۔

جناب اسپیکر: جام صاحب! آپ ذرا کچھ فرمائیں۔اگرآپ لوگ اپنی سیٹوں پرتشریف رکھیں گے تو پھر ماحول صحیح رہے گا پلیز۔نسیم صاحب، کچکول صاحب اور سردار صاحب آپ لوگ تشریف رکھیں۔جی۔

جام میر محمد یوسف (قائدایوان): میں یہ سمجھتا ہوں کہ جس طرح کے انداز سے اِنہوں نے یہ جو کرپٹ اور نااہل، کرپٹ کے بارے میں کہا ہے میرے خیال میں یہ سب سے خود یہ دلائل یہ دے رہے ہیں۔یہ خود جان بوجھ کے من مانی کے جو یہ بینرز دکھا رہے ہیں میرے خیال میں جمہوری روایت میں یہ مناسب نہیں ہوتا۔اور جیسا کہ کچکول صاحب نے پہلے بھی ایک پریس کانفرنس کی تھی کہ جی یہاں کے مختلف ارکان ہیں اسمبلی کی ہم ٹانگیں بھی توڑ لیں گے۔اقتدار سے ہٹ کر پھر آپ ہماری ٹانگیں توڑیں ہم بھی پرسوں دیکھتے ہیں کہ کسی طرح۔۔۔۔(ڈیسک بجائے گئے) کوئی ایسی بات نہیں۔

کچکول علی ایڈووکیٹ: جناب!

جناب اسپیکر: کچکول صاحب! یک منٹ پلیز اِن کو بولنے دیں۔جی جام صاحب جاری رکھیں۔

جام میر محمد یوسف (قائدایوان): وہ تو پھر دیکھ لیں گے کہ کون کِس کی ٹانگیں توڑتا ہے۔یہ ہم نے پچاس سال میں دیکھتے آئے ہیں اِن کی ٹانگیں توڑنے کیلئے۔لیکن بات یہ ہے جناب! ہمیں اِن کی وضاحت۔ اگر یہ ڈرنا چاہتے ہیں یہ دوسرے انداز میں وہ کرنا چاہتے ہیں تو ہم نے کبھی بھی اِن کی مخالفت نہیں کی ہے نہ اِن کو threat کیا ہے۔ threat تو اِن کے سامنے نظر آ رہا ہے یہ ہمیں دے رہے ہیں۔

کچکول علی ایڈووکیٹ: جناب! میرے خیال میں۔۔۔۔۔۔

جناب اسپیکر: کچکول صاحب آپ کو جواب کا موقع دیں گے۔جی۔

جام میر محمد یوسف (قائدایوان): اگر واقعی مثبت چاہتے ہیں کہ بیٹھ کے افہام وتفہیم سے بات کریں تو پھر یہ اپنے بینرز ہٹادیں ورنہ ہم نہیں مانیں گے اِس صورت میں۔(ڈیسک بجائے گئے) اگر یہ زبردستی چاہتے ہیں تو جس طریقے سے بھی ہو ہم وہ کریں گے۔لیکن اگر یہ کہتے ہیں کہ جی ہم ڈنڈا دیں گے جس طرح

جان محمد صاحب تو ان کی حیثیت سے ہم لوگ بھی حیثیت رکھتے ہیں یعنی دس آدمی اُس کے ہوں گے مارنے کے لئے مجھے آئیں گے تو دس آدمی اُس کو بھی مارنے کی کوشش کریں گے۔(ڈیسک بجائے گئے) ویسے یہ بات نہیں کہ یہ بات اپنے بھول جائیں وہ لوگ۔ باقی سب اِس بلوچستان میں رہتے ہیں ہر ایک آدمی کی قوت کا وہ بھی جانتے ہیں ہم نے کبھی اپنی قوت کا اظہار نہیں کیا نہ ہی ہم اپنی قوت کا اظہار کرنا چاہتے ہیں۔

جان محمد بلیدی: جناب!

جناب اسپیکر: جان محمد صاحب آپ تشریف رکھیں۔

جام میر محمد یوسف (قائد ایوان): جب تک یہ اپنے بینرنہیں ہٹائیں گے ہم بیٹھ کر کے اگر یہ چاہتے ہیں آپ اسپیکر ہیں آپ کمیٹی form کر لیں گے ہم بیٹھیں گے اِن کی تکالیف دیکھیں گے۔لیکن اگر یہ by threat کرلیں گے تو threat میں تو بیٹھ کے معاملے حل نہیں ہوں گے اِن کے۔

کچکول علی ایڈووکیٹ: جناب!

جناب اسپیکر: اوکے۔

کچکول علی ایڈووکیٹ: جناب اسپیکر صاحب! یہاں ہم لوگ بیٹھے ہیں ہم قانون کے process کے بعد یہاں آئے ہیں۔ اُس دِن جو ڈپٹی اسپیکر نے آپ کی چیئر سنبھالی تھی ہمارے پاس یہ بزنس اینڈ رولز ہیں۔تحریک استحقاق میں کبھی گنتی نہیں ہوگی۔۔۔۔

جناب اسپیکر: ابھی اُس بات کو چھوڑو۔

کچکول علی ایڈووکیٹ: جب اُس کو آئی ایس آئی والوں نے کہہ دیا کہ اِسکو گنتی کریں۔۔۔

جناب اسپیکر: دیکھو اُس پر رولنگ آ گئی وہ بھی اسپیکر تھا۔۔۔ جب اُس پر رولنگ ۔۔۔نہیں نہیں اُس پر رولنگ آ گئی۔

کچکول علی ایڈووکیٹ: دیکھیں اگر وہ قانون سے ہٹ کر کچھ کرلے گا تو ظاہر ہے ہم بھی قانون کے دائرے سے تجاوز کر دیں گے۔(مائیک بند کر دیا گیا)

جناب اسپیکر: کچکول صاحب سُنیں پلیز۔اُس بات کو چھوڑو۔

<u>کچکول علی ایڈووکیٹ</u>: جناب والا! چیف منسٹر صاحب ہمیں دھمکی دے رہے ہیں۔میرے خیال میں ہم سب ایک دوسرے کواچھی طرح جانتے ہیں۔ہم آپ کی طاقت کوبھی جانتے ہیں اور آپ ہماری طاقت کو، یہاں کوئی کسی کو مارنہیں سکتا۔اگر قانون کے تحت ہم لوگوں نے ایک قرارداد پاس کی تھی۔اس میں قانون کی دھجیاں اڑا دی محض آئی ایس آئی کو خوش کرنے کے لئے۔جناب اسپیکر! اسمبلی چلتی ہے قواعد انضباط کار کے تحت۔اگراس قاعدے اور قانون کی پاسداری نہیں ہوگی تو یہ اسمبلی نہیں چل سکتی۔

<u>جناب اسپیکر</u>: کچکول صاحب! آپ نے اپنی بات مکمل کرلی لہٰذا رحیم صاحب کو بات کرنے کا موقع دے دیں۔جی رحیم صاحب!

<u>عبدالرحیم زیارتوال</u>: جناب اسپیکر! جام صاحب اور احسان شاہ فرمارہے ہیں کہ ہمیں اپوزیشن کی طرف سے دھمکیاں دی جارہی ہیں۔ہم یہ وضاحت کرنا ضروری سمجھتے ہیں کہ ہم یہاں بیٹھے ہوئے تمام دوستوں کواپنا سیال سمجھتے ہیں نہ ہم نے کسی کو دھمکی دی ہے اور نہ ہی ایسے ارادے رکھتے ہیں۔بات ہے ہماری protest کی احتجاج کی وہ ہمارا قانونی حق ہے وہ ہم کریں گے۔جیسا کہ جام صاحب نے کہا کہ ہم ایوان سے کمیٹی بنائیں گے ہم نے صرف یہ کہا کہ کمیٹی جوسفارشات کرے گی وہ آپ کے موجودہ (پی ایس ڈی پی) میں reflect ہونگے اور اجلاس سے پہلے وہ صفحات چھپیں گے اس میں شامل ہونگے اس صورت میں ہم آپ سے بیٹھنے کے لئے تیار ہیں۔نہ ہم آپ کی ٹانگیں توڑیں گے نہ ہم توڑنے والے ہیں بلکہ ہم آپکواپنے سے زیادہ غیرت منداور سیال سمجھتے ہیں۔اور آپ سے بھی یہی توقع رکھتے ہیں کہ آپ بھی ہمیں اپنا سیال سمجھے۔ہم سب کا احترام کرتے ہیں جمہوری روایات کواپنانے کی کوشش کریں اور ایک دوسرے کوبرداشت کرنے کی یہی ہماری آپ سے درخواست ہے۔

<u>جناب اسپیکر</u>: رحیم صاحب! جام صاحب نے واضح طور پر کہہ دیا۔

<u>عبدالرحیم زیارتوال</u>: جناب اسپیکر! جس طرح میں نے ذکر کیا اگر جام صاحب کہہ دیں کہ اسی طرح ہوگا بات ختم۔لیکن جام صاحب یہ فرمارہے ہیں کہ کمیٹی بنیں گی کمیٹی کی کیا ضمانت۔ہم چاہتے ہیں کہ کمیٹی کے جو فیصلے ہونگے وہ اس پی ایس ڈی پی میں شامل ہونگے اور بجٹ پاس ہونے سے پہلے پی ایس ڈی پی بک میں چھپیں گے اگر جام صاحب اور ٹریژری بنچز کے دیگر ساتھی اس بات سے متفق ہیں تو ٹھیک ہے

بصورت دیگر ہم غریبوں کا یہی احتجاج جاری رہے گا کمزور لوگ ویسے بھی چیختے چلاتے ہم اس میں مزید کیا کر سکتے ہیں۔

جناب اسپیکر: بہرحال اس میں کیا کہوں جبکہ قائد ایوان صاحب اور شاہ صاحب نے واضح طور پر کہہ دیا کہ اس کیلئے کمیٹی تشکیل دی جائے گی اور ان کے خدشات کو دور کیا جائے گا۔

عبدالرحیم زیارتوال: جناب اسپیکر! جام صاحب یہ کہہ رہے ہیں کہ اس کے لئے کمیٹی بنائیں گے وہ یہ کیوں نہیں کہتے کہ اسکو پی ایس ڈی پی میں reflect کریں گے۔

کچکول علی ایڈووکیٹ: جناب اسپیکر! قصہ مختصر ہم ابھی واک آؤٹ کرلیں گے اگر ہماری اسکیمات کو پی ایس ڈی پی میں شامل کرلیتے ہیں تو کل سے ہم اپنا احتجاج windup کرلیں گے اور اسمبلی اجلاس میں باقاعدہ شرکت کریں گے۔

سید احسان شاہ (وزیر خزانہ): جناب اسپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ عبدالرحیم زیارتوال اور کچکول علی صاحب نے جو باتیں کیں وہ مناسب باتیں تھیں اور جام صاحب نے انکو یقین دہانی کرائی لیکن اپوزیشن کے ایک دوست کا اٹھ کر یہ کہنا کہ ہماری قوت ہے اور طاقت کے زور سے اپنی بات منوالیں گے۔ ہم اس فلور پر برملا کہتے ہیں کہ ایسی دھمکیوں سے ہم مرعوب نہیں ہونگے حکومت اتنی کمزور نہیں جو کہ ایک ممبر اٹھ کر ہمیں دھمکی دے اور نہ ہی ذاتی طور پر اتنے کمزور ہیں۔ جہاں تک ایک مسئلے کو افہام و تفہیم سے حل کرنے کی بات ہے۔ وہ اس لئے ہم نے کہا تھا کہ اس کے لئے ایوان سے کمیٹی بنائیں گے۔ اور اس کمیٹی میں ڈسکس کریں گے کہ جہاں جہاں ہمارے اپوزیشن کے ساتھیوں کے ساتھ ناانصافیاں ہوئی ہیں انکا ازالہ کرنے کے لئے تیار ہیں۔

جناب اسپیکر: جان محمد صاحب! آپ ہر وقت کوئی ایسی بات کر لیتے ہیں جس سے پورا ایوان کا ماحول خراب ہوجاتا ہے لہٰذا آپ تشریف رکھیں۔ جی کچکول صاحب!

کچکول علی ایڈووکیٹ: جناب اسپیکر! میرے خیال میں ہم لوگ ہوش سے کام لیں جذبات کو رد کردیں حکمرانی جذبات سے نہیں ہوگی۔ آپ لوگ سمجھیں شاہ صاحب آپ ہمارے بھائی ہیں نہ ہم آپ کو مار سکتے ہیں اور نہ ہی آپ ہمیں مار سکتے ہیں۔ مسئلہ یہاں بیلنس ہے بات یہ ہے کہ آپ کہتے ہیں کہ کمیٹی

بنائیں گے۔ہم کہتے ہیں کمیٹی کی کوئی ضرورت نہیں۔ابھی اس مسئلے پر بیٹھ جاتے ہیں کہ جن جن علاقوں میں یا جن حضرات کو اسکیمیں نہیں دی گئی ہیں ان کی اسکیمات کو پی ایس ڈی پی میں شامل کیا جائیں۔اور جو تلخیاں ہوئی ہیں ان کو بھلا دیتے ہیں۔یہ بھی صحیح نہیں کہ آپ ہمیں طفلی تسلیاں دیکر اس کے بعد اپنی من مانی کریں کیونکہ ہم ان مشاہدات اور تجربات سے گزرے ہیں۔ہمیں جبکہ مولانا عبدالواسع صاحب نے پروفارمہ بھیجا تھا کہ آپ لوگ اسکیمیں دے دیں جب ہم نے اپنی اسکیمیں بھجوائیں لیکن آج وہ پی ایس ڈی پی میں شامل نہیں۔اس کے علاوہ ۴۰۰ ملازمین کا مسئلہ ہے جو دو ضلعوں میں ہیں۔تو اس لئے ہم کہتے ہیں کہ کمیٹی کی کوئی ضرورت نہیں۔بلکہ آج ہی (ACS Dev:) کو کہہ دے کہ جنہوں نے پروفارمہ بھر کر دیا ہے ان کو accommodate کریں اور جن دو ڈسٹرکوں کے ملازمین کو مسئلہ درپیش ہے ان کا مسئلہ حل کیا جائے۔

<u>جناب اسپیکر:</u> کچکول صاحب! آپ کی باتیں ریکارڈ ہو گئیں اور حزب اقتدار والوں نے سن لیں اب دیکھتے ہیں کہ وہ کیا کرتے ہیں۔فی الحال کارروائی کو جاری رکھتے ہیں۔

<u>عبدالرحیم زیارتوال:</u> جناب اسپیکر! ہم واک آؤٹ کریں گے اور بڑے ادب سے آپ سے کہتے ہیں کہ یہ مسئلہ ہے اور اس طرح ہوا ہے۔اس کے لئے جو طریقہ آپ لوگ اپناتے ہیں ہمیں بعد میں اطلاع کریں فی الحال ہم ایوان سے چلے جاتے ہیں۔آپ لوگ اپنی کارروائی جاری رکھیں۔

<u>محمد اسلم بھوتانی (ڈپٹی اسپیکر):</u> جناب اسپیکر! عبدالرحیم زیارتوال صاحب معقول بات کر رہے تھے انکی بات کو سننا چاہئے لیکن جو دوست دھمکیاں دے رہے ہیں میں وزیراعلیٰ صاحب کو کہتا ہوں کہ دھمکیوں سے مرعوب نہ ہو۔اگر حکومت دھمکیوں سے مرعوب ہوگی تو پورے صوبے کو کیسی چلائے گی۔

<u>میر شبیر احمد بادینی:</u> جناب اسپیکر! اپوزیشن کے ساتھیوں کو قائد ایوان کی بات پر یقین کرنی چاہئے۔مل بیٹھ کر افہام و تفہیم سے معاملے حل ہونگے۔احتجاج یا دھمکی سے معاملہ حل نہیں ہوگا۔اپوزیشن کی اسکیمات کو شامل کرنے کے لئے وقت درکار ہے یہ مسئلہ پانچ منٹ یا آدھے گھنٹے میں حل نہیں ہوگا۔جس طرح قائد ایوان نے فرمایا کہ اس کے لئے ایوان سے کمیٹی تشکیل دی جائے گی جو مل بیٹھ کر اپوزیشن کے ساتھ ہونے والی زیادتیوں کا ازالہ کرے گی۔

سردار محمد اعظم موسیٰ خیل: جناب اسپیکر! چیف منسٹر صاحب نے ۲۲ تاریخ کو مجھ سے کہا کہ اپوزیشن کے ساتھیوں کو accommodate کروں گا۔ جناب اسپیکر! یہ بات تو کہہ دیتے ہیں لیکن اس کو عملی جامہ پہننا اس کے بس کی بات نہیں۔ میرے خیال میں قائد ایوان نے ابھی تک تو پی ایس ڈی پی کو پڑھا تک نہیں پہلے انہیں پی ایس ڈی پی کو پڑھنا چاہیئے۔

رحمت علی بلوچ: جناب اسپیکر! ہمیں کچھ لوگوں کی منافقت اور رویے پر بہت افسوس ہے۔ بلوچستان کی مفادات کی بات ہو رہی ہے کچھ لوگ یہ بات کر رہے ہیں کہ دھمکیاں دی جا رہی ہیں۔ میرے خیال میں یہاں کسی نے کسی کو دھمکی نہیں دی۔ ہم دو ٹوک الفاظ میں یہی کہتے ہیں کہ ہمارے ساتھ بیٹھ کر پی ایس ڈی پی پر نظر ثانی کی جائے جس طرح پچھلے سال ہمیں یقین دہانی کرائی گئی تھی۔ لیکن بعد میں اس پر کچھ عمل درآمد نہیں کیا گیا آپ نے بحیثیت ایک جج کے رولنگ دی تھی آپ کی رولنگ پر بھی انہوں نے عملدرآمد نہیں کیا۔ تو اس لئے ہم ان کی یقین دہانیوں کو شک کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ لہٰذا پریکٹیکلی طور پر ہماری اسکیمات کو پی ایس ڈی پی میں شامل کیا جائے۔

جناب اسپیکر: رحمت صاحب! یہی بات کچکول صاحب اور زیارتوال صاحب نے کی اور اس کو دوبارہ دہرانے کی ضرورت نہیں اگر کوئی نئی بات ہے وہ کہہ دیجئے۔ جی شیر جان صاحب!

جناب اسپیکر: ہاں جی۔

رحمت علی بلوچ: یہ باتوں کو ہوا دے رہے ہیں۔ مائیک بند۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

جناب اسپیکر: اوکے جی شیر جان صاحب جاری رکھیں۔

(اس موقع پر اپوزیشن واک آوٹ کر کے باہر چلے گئے)

جناب اسپیکر: جی شیر جان صاحب!

سید شیر جان بلوچ (وزیر جی ڈی اے): جناب اسپیکر! آپ کا بہت شکریہ جو مجھے سال ۲۰۰۴ء، ۲۰۰۵ء کے بجٹ پر بحث کرنے کے لئے موقع فراہم کر دیا میں سمجھتا ہوں کہ نئے سال کا یہ بجٹ اور گزشتہ سال کے بجٹ میں دوگناہ اضافے کی صورت میں ہمارے سامنے پیش ہوا حالانکہ۔۔۔۔۔۔

میر عبدالرحمٰن جمالی (وزیر ایس اینڈ جی اے ڈی): پوائنٹ آف آرڈر جناب اسپیکر!

جناب اسپیکر: جی۔

میر عبدالرحمٰن جمالی (وزیر ایس اینڈ جی اے ڈی): جناب اسپیکر! میں گزارش کرونگا کہ اسمبلی میں یہ بینرز وغیرہ کیسے لے آتے ہیں آپ کے آدمی چیک نہیں کرتے ہیں ان کے وہ، یہ پلے کارڈز لے آئیں تو، میری گزارش سن لیں یہ کیونکہ آپ کے لئے پوائنٹ اف کنسیڈریشن ہے یہ بینرز تو آپ جا کرلٹن روڈ پر لگا دیں مشین روڈ پر لگا دیں باہر لگا دیں اسمبلی میں تو آپ کوئی ایسی چیز نہیں لا سکتے آپ ذرا مہربانی کر کے اپنے عملے کو کہیں اس دن بھی اوپر سے وہ ڈائیلاگ کرنا چاہتے ہیں اوپر سے وہ یہ فرمانا چاہتے ہیں کہ جی مردہ باد بجٹ مردہ باد یہ کوئی اچھی بات تو نہیں ہے آپ ذرا چیک تو کریں یہ کیسے لے آتے ہیں، آج یہ چیز لا رہے ہیں کل کوئی اور چیز بھی لا سکتے ہیں۔

جناب اسپیکر: ہمیں سیکرٹری بتا رہے ہیں کہ قمیص کے نیچے انہوں نے چھپا کر لائے تھے۔

میر عبدالرحمٰن جمالی (وزیر ایس اینڈ جی اے ڈی): نہیں یا تو پھر آپ ان کی جامہ تلاشی کرائیں میں آپ سے عرض کرونگا، مہربانی۔

جناب اسپیکر: جی آئندہ ایسا ہی کریں گے۔ جی شیر جان!

سید شیر جان بلوچ (وزیر جی ڈی اے): جناب اسپیکر! یہ بجٹ جو گزشتہ بجٹ سے تقریباً دگنا اضافے کی صورت میں ہمارے سامنے پیش ہوا میں سمجھتا ہوں کہ کچھ نامساعد حالات بھی تھے اور کچھ ہمارے بلوچستان کے حوالے سے پچھلے بجٹ میں جو انتہائی خوبصورت اور انتہائی مدبّر انداز میں پیش کیا گیا تھا اس پر عمل درآمد کی صورت میں بلوچستان اس image پر پہنچ گیا ہے کہ اس کا بجٹ آج چالیس ارب سے بھی تجاوز کر گیا حالانکہ ماحول اور حالات کچھ ہمارے لئے ٹھیک نہیں تھے لیکن وزیر اعلیٰ بلوچستان جام میر محمد یوسف اور سید احسان شاہ کی انتھک محنت اور جدوجہد فیڈرل گورنمنٹ سے مذاکرات یہ رنگ لایا کہ ہم آخر کار اپنے بجٹ کو منظم اور مضبوط شکل میں پیش کرنے میں کامیاب ہوگئے یہ بجٹ بھی گزشتہ بجٹ کی طرح جس سے میں سمجھتا ہوں کہ برسوں سے یہاں حکومتیں چلی آرہی ہیں خواتین یونیورسٹی اور چھوٹے سب ڈویژنوں میں انٹر کالجوں کے قیام اور پرائمری، مڈل اسکولوں کی درجہ بندی اور مڈل، ہائی اسکولوں کی درجہ بندی اس سال کے بجٹ نے یہ ثابت کر دیا کہ یہ حکومت انتہائی مدبّرانہ انداز میں اپنے صوبے کے

لئے اپنے عوام کے لئے اپنے لوگوں کے لئے انتہائی محنت اور مشقت کے ساتھ خلوص نیت کے ساتھ عمل پیرا ہے اور جدو جہد کر رہی ہے اس سال کے بجٹ میں کچھ کمزوریاں ہمیں دکھائی دیتی ہیں میں یہاں پر اپنی طرف سے اس بجٹ کے حوالے سے کچھ تجاویز بھی دینا چاہتا ہوں تا کہ جو پچھلی کمزوریاں ہیں تا کہ وہ پچھلی ہماری سستیاں ہیں جو اداروں کی سستیاں ہیں جس سے ہم اپنے فنڈ کو صحیح طریقے سے utilize نہیں کر سکیں اور اداروں نے اپنی کارکردگی منظّم طریقے سے پیش نہیں کی لیکن اس بجٹ میں ایک تبدیلی میں دیکھ رہا ہوں ایک مثال دیتا ہوں کہ بی اینڈ آر کے حوالے سے ان کے پورے سال میں چونکہ ۳۵ پرسنٹ کارکردگی تھی اس سال سید احسان شاہ نے کوسٹل ڈویلپمنٹ اتھارٹی، گوادر ڈویلپمنٹ اتھارٹی اور بلوچستان ڈویلپمنٹ اتھارٹی کو بھی ترقیاتی عمل میں شامل کر دیا ہے اب مجھے امید ہے کہ یہ جو بی اینڈ آر میں پہلے سے تھا اس کے سستروی میں جو ترقیاتی عمل ہو رہا تھا وہ اب اس بجٹ کے حوالے سے کافی بہتر رہے گا لیکن اس میں بھی میں کچھ توازن پیش کرنا چاہتا ہوں کچھ ایسے روڈز بھی ہیں جو کوسٹل ڈویلپمنٹ اتھارٹی کے میں نے پی ایس ڈی پی میں پڑھا اس کے انڈر ہیں چونکہ کوسٹل ڈویلپمنٹ اتھارٹی ساحل سمندر کا ادارہ ہے جس طرح سندھ میں ہے کہ ساحل سے لیکر پچیس سے تیس کلومیٹر ڈویلپمنٹ یا روڈز یا فشرز بانوں کی بھلائی کے لئے فش فارمنگ یا فش مارکیٹ بنانے کا بیڑا اس کے ذمہ ہے اور اس کے ساتھ سوشل ویلفیئر کا ایک سیکٹر بھی آجاتا ہے جو سندھ گورنمنٹ ہم دیکھتے ہیں کہ وہاں انہوں نے فشریز ایسوسی ایشن بنائی ہوئی ہے جہاں چھوٹے ہسپتال ایمبولنس اور دوسری ضروریات کی چیزیں وہ ماہی گیروں کو فراہم کرتے ہیں تو اس میں خصوصاً دو تین روڈیں ہیں ایک سر دیش کا دریلا کیکا اور جو ہے کلک بولانچ کا جو میرا ابائی گاؤں ہے وہ ستر کلومیٹر کی دوری پر واقع ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ جو قانونی حیثیت ہے اس کو مدنظر رکھ کر یہ جو ساحل سمندر سے بالکل دور کی روڈیں ہیں جو سو کلومیٹر پر واقع ہیں یا ستر کلومیٹر پر واقع ہیں یا یہ روڈ دیں اگر بی ڈی اے کو دی جائیں تو اس میں وہ قانونی وہ تفاوُت یا قانونی تضادات میرے خیال میں نہیں آئیں گے پچھلے سال خصوصی طور پر ہر علاقے میں ہر مد میں ہر ایک کے حلقے کو مدنظر رکھ کر روڈیں دی گئی واٹر سپلائی اسکیم دیئے گئے اور ہیلتھ کے مسائل کو بھی سامنے رکھ کر اسی طرح سے پورا پروگرام بجٹ میں ڈال دیا گیا اس دفعہ میں سمجھتا ہوں کہ پچھلے دور میں ہمارے دوستوں کو ہمارے لوگوں کو بھی محکمہ ایجوکیشن میں کچھ

شکایتیں رہیں کہ جی کچھ زیادہ اسکول ایک حلقے میں چلے گئے اور باقی حلقے کے اسکول جو ہیں وہ رہ گئے میں گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ اس دفعہ ہمارے نہ صرف ایجوکیشن کے بلکہ ہیلتھ کے منسٹر اریگیشن کے پبلک ہیلتھ کے یہ تمام انتہائی important جو محکمے ہیں ان کے وزراء صاحبان سے کہ وہ بلوچستان کو ویسے ہی پسماندہ خطہ ہے لیکن ان علاقوں کو خصوصی طور پر target بنائیں تا کہ وہ دوسرے ڈسٹرکٹ یا حلقوں کے برابر لائے جاسکیں اریگیشن محکمے کا میں تو شکر گزار ہوں ہم اپنی کوششوں سے اور محکمے کی کوششوں سے پچھلے سال چونکہ میرا علاقہ ساحل سمندر کا علاقہ ہے وہاں کسی جگہ بھی آپ کو کنواں کھودیں یا بور کریں کسی جگہ پانی دستیاب نہیں ہے ہم نے ایک پالیسی بنائی ان کے ساتھ کہ وہاں جتنی بھی نالی ندیاں ہیں ان پر ڈیلے ایشن ڈیمز اور چھوٹے چھوٹے ڈیمز بنائے جائیں پچھلے سال ہمیں سواڈیم، بیلارڈیم اور چولری ڈیم جیسے اہم جو ہماری تجاویز تھیں وہ منظور ہوئیں اور دوڈیم تو پائے تکمیل تک پہنچ رہے ہیں اور تیسرا ابھی اس کا آغاز ہو چکا ہے اور کام تیزی سے جاری ہے اس پر اسی طرح سے اس سال میرے حلقے میں صرف ایک ڈیم دیا گیا ہے جو ڈوسی ڈیم ہے یہ سیکٹر ہمارے سب ڈویژن پسنی کی طرف آتا ہے جو پسنی کے واٹر سپلائی کے لئے یہ ڈیم منظور ہوا لیکن پسنی کے ساتھ ساتھ کلمت کا جو ایریا ہے وہ رومڑا ندی ہے اس کے ساتھ بالکل ہی قریب میں نے بھی لکھ کر دیا تھا کہ چونکہ شادی کورڈیم آل ریڈی تین چار سالوں سے بنا ہوا ہے تیار ہے اس میں وافر مقدار میں بلکہ گیارہ کلومیٹر پانی اس میں دستیاب ہے لیکن تین چار سال سے خصوصاً جب ہم اس جمہوری عمل کا حصہ بن گیا اور یہاں آئے تو میں نے بار بار یہ گوش گزار کر دیا کہ جی پسنی میں شادی کورڈیم سے جو پسنی کی آبادی پہلے ۲۷ ہزار تھی آب ۴۵ ہزار تک پہنچ چکی ہے چونکہ گوادر ایک انٹرنیشنل سٹی کی حیثیت اختیار کرتا جا رہا ہے اور وہاں پر زمینوں کی قیمت مہنگی اور آسمان تک پہنچ چکی ہے تو جو بھی چھوٹے طبقے کے لوگ ہیں متوسط طبقے کے لوگ ہیں وہ پسنی سے اور ماڑہ تک کی زمینیں خرید کر چونکہ پسنی اور گوادر ایک گھنٹہ کا راستہ بن گیا تو یہاں پر پانی کے مسئلے کو حل کرنے کے لئے شادی کورڈیم سے جو میکسیمم بارہ تیرا کروڑ کی ایک اسکیم ہے میں سمجھتا ہوں اتنی بڑی رقم بھی نہیں ہے اس سے پسنی کو واٹر سپلائی کے لئے پائپ لائن کی منظوری چونکہ انتہائی ضروری ہے احتجاج بھی وہاں پر ہوئے ہیں لوگوں نے بہت بڑی ریلیاں بھی نکالی ہیں کہ جی ہمارے سامنے پورا ڈیم بھرا ہوا ہے لیکن ہمیں پائپ لائن نہیں دی جاتی تو میری

گزارش ہے احسان شاہ صاحب بیٹھے ہوئے ہیں پی ایس ڈی پی میں انہوں نے شادی کور ٹو سرپیست کا جو ہمارے دیہاتی علاقے ہیں ان کا حق بھی بنتا ہے اس کی بڑی مہربانی ہے کہ انہوں نے پائپ لائن کی منظوری دی ہے لیکن اہم مسئلہ ہمارا شہر کا ہے جو سب ڈویژن ہے اور میں سمجھتا ہوں کل یہی سب ڈویژن گوادر کی آبادی بڑھتے ہوئے ابھی بھی گوادر کی آبادی دو لاکھ ہے۔تین چار سالوں میں وہ پانچ لاکھ کی آبادی ہوگی اور ایک نئے ڈسٹرکٹ کا بھی وہاں پر مطالبہ زوروں پر ہے احسان شاہ سے بھی یہ کہا گیا کہ ہماری سب ڈویژن جو اور ماڑہ سے لیکر پسنی تک پھیلا ہوا ہے اس کو ایک نئے ڈسٹرکٹ کا درجہ دیا جائے اور یہ انتہائی قابل قبول مطالبہ بھی ہے کیونکہ حال ہی میں جونوشکی اور اس علاقے میں دو ڈسٹرکٹ کر دیئے گئے ہیں ان کی بھی آبادی دو لاکھ پچیس ہزار ہے یعنی ڈسٹرکٹ گوادر کی بھی دو لاکھ ہے آبادی ہمارے ساتھ تو پہلے بھی ناانصافیاں ہو چکی ہیں eighty five thousand ووٹرز ہمارے ہاں رجسٹر ہیں اور پنجگور کے علاقے میں seventy five thousand آبادی سے گوادر اس سے زیادہ اور ووٹر لسٹ کے حوالے سے بھی زیادہ لیکن گوادر کا پورا ڈسٹرکٹ ایک سیٹ اور پنجگور کی دو سیٹ بنائی گئی ہے صوبائی اسمبلی کے تو میں سمجھتا ہوں اس عوامی حکومت کے ذریعے اس جمہوری دور میں ہمارے علاقے کو نظر انداز نہیں کرنا چاہیے وہ ویسا ہی ایسا خطہ بن رہا ہے جہاں پر نیشنل اور انٹرنیشنل پاکستان اور بیرون پاکستان کے عوام کی نظریں لگی ہوئی ہیں وہاں ملٹی نیشنل کمپنیوں کے رخ پورا وسط ایشیاء کی مارکیٹ بشمول چائنا اور گلف ایریا کے ایک ایسا پوائنٹ بن رہا ہے گوادر جو میں سمجھتا ہوں اس گورنمنٹ کے عملی اقدامات میں جنرل پرویز مشرف صاحب کے میگا پروجیکٹ شروع کرنے کے بعد یہ خطہ دنیا کا بہترین خطہ بنتا جا رہا ہے نہ صرف بلوچستان کے لئے بلکہ پاکستان کی معیشیت کے حوالے سے گوادر پورٹ گوادر موٹروے گوادر کوسٹل ہائی وے ریڑھ کی حیثیت رکھتا ہے یہ جب خطہ پایہ تکمل تک پہنچے گا اس خطے میں جو میگا پروجیکٹ ہیں جب پایہ تکمل تک پہنچیں گے تو ہم تصور نہیں کریں گے کہ ہماری معیشیت جو برسوں قرضوں تلے دبی ہوئی تھی کس طرح اوس ٹپ ہو۔

جناب اسپیکر: اوکے۔شیر جان ٹائم کا ذرا خیال رکھیں۔

سید شیر جان بلوچ (وزیر جی ڈی اے): میں پانچ منٹ لیتا ہوں سر! آپ کا، اسی طرح سے میں نے گوادر

کے حوالے سے کچھ کہنا ہے ابھی ہماری پورٹ مارچ ۲۰۰۵ ء کو جو آپریشن کے قابل ہو رہی ہے چائنیز انجینئرز اور جو پروجیکٹ کو وہاں پر بنا رہے ہیں میں ان کو اپنی دل کی گہرائیوں سے خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے جو ہمارے مخالف ہیں اس وقت پوری دنیا جس طرح ہمیں معلوم ہے کہ دہشت گردی کی ضد میں ہے لیکن ہمارے خطے میں جو کچھ لوگ عوام کی خدمت تو نہیں کر سکیں عوام کو روڈ یں نہیں دے سکیں عوام کو ہسپتال نہیں دے سکیں جب اس گورنمنٹ نے جنرل پرویز مشرف کی قیادت میں اور اس جمہوری عمل کے توسط سے وہاں پر لوگوں کے مسائل کو سن کر ایک اہم اقدامات وہاں شروع کئے تو یہ لوگ بجائے اس کے کہ وہاں کے عوام وہاں کے لوگوں کی جو پچھلے دور میں ہم نے احسان شاہ اور میر محمد علی رند محترمہ زبیدہ جلال نے جو ریلی عوام کی نکالی جو ثابت کر دیا کہ گوادر کے عوام یہ تمام پروجیکٹ اپنے ترقیاتی عمل اپنی خوشحالی وہاں کی بیروزگاری کو ختم کرنے کے ذرائع کو پایہ تکمیل تک پہنچ کر دیکھنا چاہتے ہیں تو کچھ لوگوں نے جن کی میں سمجھتا ہوں کہ ان کی سیاست پر اس عمل کے بعد ایک ضرب پہنچتی ہے یہاں کے لوگ بھی وہاں آ کر نوکریاں کرنے لگیں گے تو کسی چیف، نواب یا سردار کے چنگل سے آزاد ہو جائیں گے وہ یہی قابل رہیں گے کہ خود اپنی سیاست خود اپنے مستقبل اپنے کندھوں پر اپنے ہی حوصلے پر اور اپنے ہی ذریعے سے اپنی مشکلات کو حل کر سکیں گے پھر وہ کسی کے محتاج نہیں رہیں گے جو شخص وہاں پر واویلا مچانا یا اپنی سیاست کو زندہ رکھنے کے لئے راکٹ لانچر یا بموں کی بات کرتے ہیں استعمال کرتے ہیں میں ان کو بتانا چاہتا ہوں کہ آپ ہماری قوم پر رحم کریں اگر آپ برسوں سے یہاں کے جمہوری عمل کیساتھ رہے ہیں حکمران بھی رہے ہیں چیف منسٹر شپ بھی آپ کو یہاں پر نصیب ہوئی آپ نے وہاں پر ایک روڈ بھی بنائی ہسپتال بھی نہیں دے سکے تو کم آز کم راکٹ لانچر تو نہیں اس عمل کو جاری کرنے میں آپ اپنے ضمیر کو جھنجوڑ کہ یہ خطہ یہ آگے جا رہا ہے یہ بلوچستان کا خطہ ہے اس سے نہ صرف وہ خطہ آگے جائیگا بلکہ اس خطے کی بدولت پورا بلوچستان دوسرے صوبوں کے برابر لایا جا سکے گا اور یہاں کی معیشیت کا اب بھی واویلا مچاتے ہیں کہ نو ارب کا خسارہ ہے چار ارب کی اوڈی ہے ساڑھے چار ارب کی اوڈی ہے ہم بھی سمجھتے ہیں لیکن ان حالات کے باوجود بھی اس گورنمنٹ نے جو اقدامات کئے ہیں۔

جناب اسپیکر: جی موبائل بند کریں، بار بار میں رولنگ دے رہا ہوں کہ موبائل بند، پھر آپ لوگ ـــــ

<u>سید شیر جان بلوچ (وزیر جی ڈی اے):</u> میں ان کو بتانا چاہتا ہوں کہ آپ نے اپنی پوری ٹینور میں جو مختلف شکلوں میں آپ یہاں آئے تھے کیا آپ نے یہ دو سالوں میں جو کام ہوئے ہیں آپ کا دور ستائیس سالوں پر مشتمل ہے ہوتا ہے کیا آپ نے اس کا نصف حصہ بھی بلوچستان میں کیا ہوگا کسی ڈسٹرکٹ میں آپ نے ایک نیا کالج کھولا ہوگا ابھی تو سب ڈویژنوں میں بھی انٹر کالج کھول رہے ہیں ابھی گوادر جیسے پسماندہ علاقے وہاں پر میں آپ کو مثال دیتا ہوں ویکیشنل یونیورسٹی اور میرین ٹیکنکل یونیورسٹی کا قیام عمل میں لایا جارہا ہے جہاں وہاں کے مقامی باشندوں کو وہاں پر ٹریننگ دیا جائے گا۔وہاں پر پڑھایا جائے گا۔وہاں ان کو اس قابل بنایا جائے گا ان کو ٹیکنیکل بنایا جائے گا وہاں وہ اپنے خطے میں جو میگا پراجیکٹس ہیں وہ چلاسکیں۔میں احسان شاہ اور اپنے وزیراعلیٰ کو جو میں وہاں پر چلا گیا تھا لوگوں میں ایک چھوٹی سی مایوسی پھیلی ہوئی تھی کہ جی گوادر میں ایک ٹیم آ کر زمینوں کی سٹلمنٹ کرتی ہے اور ایک مہینے کے بعد انہیں کینسل کیا جاتا ہے پھر پندرہ سالوں سے جو سنگھار ہاؤسنگ اسکیم صوبائی گورنمنٹ نے شروع کی اس کے ساتھ ہی ایک زرین ہاؤسنگ اسکیم پسنی میں ہے وہ بھی شروع ہوگئی تو سنگھار ہاؤسنگ اسکیم کو بھی کینسل کر دیا گیا جو احسان شاہ نے اپنی بجٹ تقریر میں بھی اس کا ذکر کیا وہاں جو کمیٹی کے چیئرمین بھی سید احسان شاہ تھے بحالی کے احکامات دیئے اب لوگ اس کے نوٹیفکیشن کے انتظار میں ہیں کہ یہ نوٹیفکیشن جاری ہوتا کہ اس کے ذریعے سے جو سرمایہ کاری کی روش ہے اس میں تیزی آجائے گی وہاں پر دوبارہ رجوع کریں گے۔

<u>جناب اسپیکر:</u> او کے شاہ جی۔

<u>سید شیر جان بلوچ (وزیر جی ڈی اے):</u> پانچ منٹ جناب! وہاں پر بجلی کا بھی مسئلہ اہم ہے حال ہی میں مسقط گورنمنٹ نے کچھ جنریٹر دیئے جس میں قلمط کپر پشکان میں یہ نئے جنریٹران ساحلی علاقوں میں نصب کئے گئے جن کے اخراجات میرے خیال میں بہت ہی زیادہ ہیں اور وہاں پر فیول ٹیکس مینٹنس ٹیکس پتہ نہیں کیا کیا لگا کر میٹر کے بل ان غریب لوگوں کو دیا جاتا ہے جو afford نہیں کر سکتے حالانکہ بیس بیس کلومیٹر پسنی گرڈ اسٹیشن سے خصوصی طور پر پسنی اور ماڑہ ایک سو پینتیس کلومیٹر پر ہیں ایک پیکیج ایک اس مد میں گوادر کے گرڈ اسٹیشن سے پشکان اور گز علاقے میں اور پسنی گرڈ اسٹیشن سے اور ماڑہ تک جو قلمت اور ماڑہ وغیرہ ہیں ان کو اسکے ساتھ شامل کر دیا جائے بجلی تو ہم ویسے ایران سے لے رہے ہیں جو انتہائی

سستی قیمت پر دے رہے ہیں تو اس سے یہ ہوگا کہ اگر ہم تین روپے میں لے رہے ہیں تو پانچ روپے میں لوگوں پر بیچیں گے اور یہ ان سے already recover ہوگا تو میری یہ گزارش ہے کہ اس مد میں کوئی احکامات یا پیکیج رکھیں تا کہ وہاں کے عوام کو بجلی سستی میسر ہو۔ دوسرا میں ایک اور پوائنٹ کہنا چاہتا ہوں کہ بجٹ میں پچھلے سال بھی دو جیٹیز کا اعلان ہوا پسنی اور اور ماڑہ کے لئے چالیس کروڑ روپے بھی اس کے لئے رکھے گئے گڈانی اور اور ماڑہ کے لئے ۔لیکن وہ پورا سال گزر گیا اس پر عمل نہیں ہوا اس سال پھر پانچ جیٹیز کا ذکر ہے اگر ہم پانچ بی ٹی کا فی جیٹی بیس کروڑ بھی لگائیں تو ایک ارب روپے بن جاتے ہیں تو میری گزارش ہے اس طرح دو ہزار بلوچستان کانسٹیبلری کی بھرتی کی بات بھی ہم نے کی تھی ہم کہتے ہیں کہ بجٹ اجلاس میں جو اعلانات کرتے ہیں عوام کے ساتھ اس ایوان کے ساتھ تو ان کو عملی جامہ پہنانا چاہئے تا کہ لوگ مایوس نہیں ہوں۔

<u>جناب اسپیکر</u>: شیر جان بہت ہوا۔

<u>سید شیر جان بلوچ (وزیر جی ڈی اے)</u>: جب دو ہزار بلوچستان کانسٹیبلری کی بھرتی ہوگی تو میری گزارش ہے کہ وہاں کے حالات کے مطابق مسقط آرمی سے کثیر تعداد میں ریٹائر ہو کر ہمارے گوادر میں آ گئے ہیں ان کو جو پہلے سے ٹریننگ یافتہ ہیں ان کو اس کانسٹیبلری میں یا کسی اور فورس میں کھپایا جائے تا کہ کوسٹل ڈویلپمنٹ اتھارٹی ہے اس کے بعد جو گوادر ڈیولپمنٹ اتھارٹی ہے میں فیڈرل گورنمنٹ کا اور اس گورنمنٹ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ جس نے صوبائی حکومت نے دس کروڑ اور فیڈرل گورنمنٹ نے گوادر ڈیولپمنٹ اتھارٹی کے لئے ایک ارب روپے کا وعدہ کیا ہوا ہے وہ ہمیں دیں گے۔ تو میں ایک گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ یہ جو گوادر میں گوادر پورٹ امپلیمنٹیشن اتھارٹی ہے گوادر ڈیولپمنٹ اتھارٹی ہے گوادر کوسٹل ڈویلپمنٹ اتھارٹی ہے گوادر پورٹ اتھارٹی ہے ان پر ہمیں سب سے پہلے یہ نظر ہونی چاہئے کہ ہم گوادر کے سب سے پہلے بے روزگار نوجوانوں کو نوکری دیں اور ان کو کھپائیں اس کے بعد ہی تربت بیلہ اور کوئٹہ تک آ کر لوگوں کو روزگار دیا جائے ۔ایک دفعہ میں پھر اپنی دل کی گہرائیوں سے جام صاحب وزیر اعلیٰ بلوچستان سید احسان شاہ کا اور اس کی ٹیم کو دل کی گہرایوں سے مبارک باد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے بلوچستان کے عوام کی خواہشات اور ان کی پسماندگی کو مد نظر رکھ کر ایک ایسا بجٹ ترتیب دیا ہے جس پر تنقید کرنے والے

بھی الفاظ ڈھونڈتے ہیں۔مہربانی۔(ڈیسک بجائے گئے)

جناب اسپیکر: فرح عظیم شاہ۔

محترمہ فرح عظیم شاہ: جناب! کل کے لئے میرا نام رکھیں۔

جناب اسپیکر: مطیع اللہ آغا!

سید مطیع اللہ آغا: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔جناب اسپیکر! میں سب سے پہلے وزیر اعلیٰ بلوچستان اور منسٹر فنانس سید احسان شاہ صاحب اور سینئر منسٹر مولانا عبدالواسع صاحب اور کیبنٹ تمام ارکان کا شکریہ ادا کرتا ہوں اس متوازن بجٹ پر میں ان کو مبارک باد پیش کرتا ہوں۔جناب اسپیکر! آج بجٹ کے حوالے سے معزز اراکین اسمبلی کی خدمت میں انفارمیشن ٹیکنالوجی کی ترقی کے بارے میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں آپ سب حضرات اس عمل سے بخوبی واقف ہیں کہ موجودہ دور میں انفارمشن ٹیکنالوجی ایک ایسا ادارہ ہے جس سے دنیا کی ترقی کے لئے بہت سے دراوزے کھلتے ہیں آج کی دنیا میں وہی قومیں سب سے آگے ہیں جو دنیا کے حکمران اور سپر پاور سمجھی جاتی ہیں جو انفارمیشن ٹیکنالوجی میں آگے ہیں جناب اسپیکر! پی ایس ڈی پی کے حوالے سے انفارمیشن ٹیکنالوجی کے حوالے سے ہم نے ایک سیکٹر کھولا ہے اس میں دوسو پچھتر ملین روپے اس پی ایس ڈی پی سے انفارمیشن ٹیکنالوجی کے لئے رکھا ہے۔اور اسی سال اس میں ۸۶ ملین روپے خرچ ہورہے ہیں جناب اسپیکر! اس کے علاوہ آپ کی توجہ اس تعلیمی ادارے میں کمپیوٹر شناسی اور انفارمیشن ٹیکنالوجی کی تعلیم کے لے کئے گئے اقدامات کے بارے میں دلوانا چاہتا ہوں ہم نے تمام ہائی اسکولوں میں کمپیوٹر کے مظامین پڑھانے کے لئے ۱۹۵ اسکولوں کو کمپیوٹر لیبارٹری فراہم کی ہے اور ان تمام اسکولوں میں کمپیوٹر سائنس میں ڈگری رکھنے والے اساتذہ کے لئے تمام لیباٹری میں لیب اسسٹنٹ بھی رکھیں جائیں گے اور جناب اسپیکر! اس کے علاوہ ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ میں بھی اپنے طور پر ۱۲۰۲ اسکولوں کو کمپیوٹر لیبارٹریز اور ٹیچر فراہم کررہے ہیں جناب اسپیکر! آخر میں میں جام صاحب انکی ٹیم اور سید احسان شاہ صاحب کو مبارک باد پیش کرتا ہوں شکریہ!

جناب اسپیکر: جی شیر جان!

سید شیر جان بلوچ (وزیر جی ڈی اے): جناب اسپیکر! حسب روایات ہمارے بجٹ سیشن کے موقع پر

اسمبلی سیکرٹریٹ بشمول ایم پی ایز ہاسٹل کے آفیسران واہلکاران کو دو ماہ کی تنخواہ ہر سال جو ہماری روایات رہی ہیں دیتے ہیں میں اس سال بھی گزارش کرتا ہوں کہ ان کے لئے یہ اعلان کیا جائے۔

جناب اسپیکر: اوکے۔محترمہ نسرین کھیتران جی۔

محترمہ نسرین کھیتران: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔شکریہ جناب اسپیکر! بجٹ کے سلسلے میں آپ نے مجھے بات کرنے کا موقع دیا میں یہ سمجھتی ہوں کہ یہ اسمبلی ہمارا ایک گھر ہے اور ہمارے صوبے کی کچھ روایات ایسی ہیں جس کو دیکھتے ہوئے دوسرے صوبے کے لوگ اس کو عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اسی لئے ہمارا صوبہ دوسروں صوبوں سے تھوڑا مختلف ہے آپ نے مجھے بجٹ پہ بولنے کا موقع دیا میری چھوٹی سی سمجھ ہے کہ میں کہہ دوا پوزیشن کے حوالے سے کہ ہم یہاں پہ اپنی قوت اور اپنی انا کو سامنے رکھ کہ مظاہرہ کرنے نہیں آئے ہمیں عوامی سطح پر اپنے عوام کے مفادات کو مدنظر رکھنا ہے اور اس میں میں سی ایم صاحب ہمارے محترم ہیں اور جتنے شریف اور تحمل پسند آدمی ہیں میرا خیال ہے کہ ہم بہت کم لوگوں کو دیکھ پائے ہیں جو بلوچستانی ہو کر بھی اس طریقہ کار و یہ رکھتے ہو ہمارے اپنے ہی ہے کچھ لوگ جن کا میں نام نہیں لینا چاہتی لیکن ہمیں وقتی طور پہ وقتی مظاہرہ کو مدنظر نہیں رکھنا چاہیے ہمیں دوراندیشی سے سوچنا چاہیے ہمیں کسی کو جذباتی زمرے میں نہیں لانا چاہیے بلکہ دیکھ کر اور حالات کو سمجھ کر ہمیں قدم اٹھانا چاہیے کیونکہ ہم حکومتی بنچز پہ بیٹھے ہوئے ہیں تو ہمارے اوپر بہت responsibility عائد ہوتی ہے جس کو دیکھ کر ہم اپنے دوسرے لوگوں کو اشتہال میں نہ لائیں رہا بجٹ کا معاملہ تو بجٹ میں اس دفعہ جہاں بہت سارے ترقیاتی کام ہوئے ہیں وہاں پہ میرا خیال ہے تھوڑی بے انصافیاں بھی ہوئی ہیں جیسا کہ سی ایم صاحب نے کہا کہ ہم بیٹھ کے کمیٹی بنائیں گے یا اپنے ہی لوگوں کیساتھ مل کر اسکو کلیئر کریں میں اس کا بہت مشکور ہوں کہ اس نے اسی وقت بات کو کلیئر کر دیا ہمارے لئے یہ بڑی خوش آئند بات ہے کہ ہمارا چھوٹا سا صوبہ ہے اور اس میں جتنے پچھلے دور حکومت میں کام نہیں ہوئے تھے جو اس حکومت میں کافی ہو رہے ہیں اور اس سال کے بجٹ میں بھی کئی چیزوں کو اپنی نظر میں رکھ ترقیاتی کاموں کو آگے بڑھایا ہے شکریہ!

جناب اسپیکر: شاہدہ رؤف!

محترمہ شاہدہ رؤف: بہت شکریہ جناب اسپیکر! کہ آپ نے مجھے بولنے کا موقع دیا سب سے پہلے میں

وزیراعلیٰ جام صاحب، سید احسان شاہ اور سینئر منسٹر مولانا واسع کو اتنا اچھا بجٹ پیش کرنے پہ مبارک باد دیتی ہوں تھوڑی سی چیزیں ہیں جس پہ میں ڈسکس کرنا چاہونگی سب سے پہلے تو ایک چھوٹی سی بات اپوزیشن کے حوالے سے کرنا چاہونگی اور سید احسان شاہ صاحب کو کہونگی تھوڑا سا گوشگزار کروں بجٹ سیشن سے پہلے کچھ عرصہ پہلے ایک سیشن کال کیا جاتا اور جس طرح آپ نے ٹریژری بنچز پہ بیٹھے ہوئے لوگوں کو مدنظر رکھا ان کے جو مطالبات تھے ان کو اپنی نظر میں رکھا اور پی ایس ڈی پی کو پیش کیا تو بہت بہتر ہوتا کہ ایک سیشن کال کیا جاتا اپوزیشن کو بھی بلایا جاتا ان سے تجاویز لی جاتیں اور پی ایس ڈی پی کو پیش کیا جاتا تو یقیناً جو آج کے حالات ہیں وہ پیدا نہ ہوتے جناب اسپیکر! جو بجٹ پیش کیا گیا ہے اور ان حالات میں یقیناً وہ بہت اچھا بجٹ ہے اور بڑا متوازن بھی ہے اس کے علاوہ آج کے بجٹ کو ٹیکس فری بجٹ کہا جاسکتا ہے کیونکہ اس میں کوئی نیا ٹیکس نہیں لگایا گیا ہے اس بجٹ میں ۱۵ فیصد جو تنخواہوں میں اضافہ کیا گیا ہے سرکاری ملازمین کے ان کے بیمہ کی رقم میں اضافہ کیا گیا ہے تو وہ یقیناً بہت خوش آئند ہے اور اس سے بہت ریلیز ملے گا آج کل کی مہنگائی کے دور میں ان حالات میں جن حالات سے ہمارا صوبہ گزر رہا ہے ۱۵ فیصد تنخواہوں میں اضافہ ایک مشکل فیصلہ تھا جو کہ ہماری حکومت نے دی ہے اس بجٹ میں ایجوکیشن کے لئے ایک ارب ۸۳ کروڑ روپے جو رقم رکھی گئی ہے وہ یقیناً جو بلوچستان میں ناخواندگی کا ایک المیہ ہے اس کو دور کریں گی اس کے علاوہ چاروں یونیورسٹیز کے لئے جو رقم رکھی گئی ہے اگر اس کو پراپر طریقے سے لگایا جائے تو یہ مختلف قسم کے حالات پیدا ہوتے ہیں ایجوکیشن کے لئے بھی اور باقی دوسرے اسمیں بھی تو اس سے وہ بڑی حد تک چھٹکارہ حاصل کیا جاسکے گا اس amount کو پراپر طریقے سے لگایا جائے اور جس طرح ہماری women یونیورسٹی کا قیام عمل میں لایا گیا ہے اور اسکو جس طرح سے پیسے دیئے گئے ہیں تو یقیناً اس سے ہمارا صوبے کی ناخواندگی کا جو ریشو ہے اس میں کمی آئیگی ۵۲ فیصد پی ایس ڈی پی میں پچھلے سال کی نسبت اضافہ کیا گیا ہے جس سے صوبہ ترقی کرے گا صوبے میں مختلف روڈز کا جال بچھے گا تو یقیناً کمنیوکیشن کا مسئلہ جو ہے وہ بھی ختم ہو جائے گا law and order کا مسئلہ ہے وہ ہمیشہ سے بلوچستان میں رہا ہے اس کے لئے ۹ء۱۸ فیصد ضافہ کیا گیا ہے جناب اسپیکر! ایک اور بات بلوچستان وویمن یونیورسٹی کے لئے جو ہے وہ میں یہ کہنا چاہونگی کہ کچھ فنڈ اگر ٹرانسپورٹ کے لئے رکھے جائیں تو وہ بہت بہتر ہے

میں واحد صدیقی صاحب کے نوٹس میں لانا چاہونگی کہ ہماری جو ویمن یونیورسٹی ہے اس میں ٹرانسپورٹ فنڈ لازمی ہے بجٹ میں سب سے جو اہم بات ہے وہ یہ ہے کہ ۱۱ ہزار اسامیان اناؤنس کی گئی ہیں یقیناً اس سے صوبے میں بے روزگاری کا خاتمہ ہوگا ہماری اپوزیشن اور جو ہمارے نیوز پیپر میں بڑا آ تا رہا ہے کہ ۱۵۰۰ فٹ سے زیادہ مکان جو ایریے میں بنے ہوئے ہیں اسکے اوپر ٹیکس لگا دیا گیا ہے تو میں ایک بات کہنا چاہتی ہوں جب ہم عوامی بجٹ کہتے ہیں اور غریب کا بجٹ کہتے ہیں تو ۱۵۰۰ فٹ پہ ایک مکان بنا ہوا ہے وہ یقیناً ایک غریب کا مکان ہے اس کے ٹیکس فری کر دیا گیا ہے تو یہ عوام کے لئے بہت ریلیف دیا گیا ہے ۱۵۰۰ فٹ سے اوپر اگر کوئی مکان بنا رہا ہے تو اسکے اوپر ٹیکس لگا ہے تو یقیناً وہ ٹیکس کو پے بھی کر سکتا ہے اس میں کوئی ایسا شور مچانے والی بات نہیں ہے اس کے علاوہ ایک اور چیز جو کہ وہیکل ٹیکس ہے اس میں کہا گیا ہے کہ موٹر سائیکل ہے اس کے اوپر اونرز کو ایک ۱۰۰۰ روپیہ یکمشت پے کرنا پڑے گا میرے خیال میں یہ کوئی بڑی بات نہیں ہے ایک بندہ جو ۷۵ ہزار موٹر سائیکل لے سکتا ہے وہ یکمشت ایک ہزار روپیہ ٹیکس دے دیں تو وہ اس کے لئے بھی سہولت ہوگی اس سے پہلے سالانہ ۶۰ روپے ٹیکس اس کی مد میں دینے پڑھتے تھے تو یہ بھی اس بندے کے لیے ریلیف ہے اور وہیکل ٹیکس جو گاڑیوں پہ لگایا ہے اگر اس پہ دیکھا جائے تو وہ بلوچستان میں جو ٹیکس لگایا ہے ہمارے باقی صوبوں کی نسبت وہ ٹیکس ابھی بھی بہت کم ہے تو اس میں بھی ریلیف دیا گیا ہے جناب اسپیکر! آخر میں میں جو کچھ کہنا چاہونگی کہ بجٹ سیشن کی اختتامی تقریر میں وزیر اعلیٰ اور وزیر خزانہ وہ بلوچستان صوبائی اسمبلی کے ملازمین اور بشمول ایم پی اے ہاسٹل کے لئے دو ماہ کی بونس تنخواہ بمعہ الاؤنس دینے کا اعلان کریں مجھے یقین ہے اور امید ہے کہ وزیر اعلیٰ اور وزیر خزانہ صاحب وہ اپنی اس روایات کو قائم رکھیں گے۔ بہت شکریہ!

<u>جناب اسپیکر:</u> شکریہ۔ جی عبدالواحد صدیقی صاحب!

<u>عبدالواحد صدیقی (وزیر تعلیم):</u> بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ سب سے پہلے میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے بجٹ پر تقریر کرنے کا موقع فراہم کیا لیکن آج ان نامسائد حالات وزیر اعلیٰ بلوچستان وزیر خزانہ سید احسان شاہ صاحب، مولانا عبدالواسع صاحب اور ان کی پوری ٹیم خراج تحسین کے مستحق ہے یہ متوازن بجٹ ان نامسائد حالات میں بلوچستان کو دیا گیا ہے۔ یقیناً وہ قابل تحسین ہے اور قابل تعریف

ہے اس بجٹ میں میں صرف اور صرف ایجوکیشن سیکٹر کی طرف آتا ہوں چند ضروری اور لازمی چیزوں کا ذکر کروں گا جو بلوچستان گورنمنٹ نے ایجوکیشن کو دی ہیں میں اس کا خاکہ اور تفصیل آپ کی خدمت میں پیش کرنا چاہوں گا تاکہ ہمیں پتہ چلے کہ جس انداز سے صرف ایجوکیشن سیکٹر کو اور ایجوکیشن سیکٹر میں ریفارم لانے کے لئے جو فنڈ مختص کیا گیا ہے اور جس نئے نئے منصوبوں پر کام شروع کرنے کے لئے فنڈ مختص کیا گیا ہے یقیناً وہ پورے بلوچستان کے عوام کے لئے انشاء اللہ مستقبل میں ایک خوش خبری ہے اور ان کی ترقی کے لئے ایک قدم ہے جناب اسپیکر صاحب! تعلیمی شعبے کی ترقی موجودہ حکومت کے ترقیاتی ایجنڈے میں سرفہرست ہے ترقیاتی بجٹ میں جو کہ اٹھارہ سو اکتیس ملین کی خطیر رقم گزشتہ سال مختص کی گئی تھی اور اس متعین رقم ایجوکیشن یعنی تعلیمی شعبے میں ایک مربوط اور متعین عمل سے پایہ تکمیل تک پہنچایا جا سکے اور موجودہ بجٹ میں تعلیمی شعبے کے لئے جو چودہ اشاریہ دو فی صد پچھلے سال سے اضافی بجٹ رکھا گیا ہے یعنی چودہ اشاریہ بیس فی صد اضافی بجٹ ہے۔ یہ گزشتہ سال جو تعلیمی شعبے کے لئے بجٹ رکھا گیا تھا تو اس سال چھپن فی صد اضافی بجٹ رکھا گیا ہے۔ جناب اسپیکر! آپ کو یاد ہوگا کہ موجودہ سال ۲۰۰۳-۰۴ء میں کوئی گیارہ سو تہتر اشاریہ آٹھ ملین روپے تعلیمی شعبے کے لئے رکھے گئے تھے جس کے ذریعے ہم نے تہتر منصوبوں پر کام شروع کیا تھا اور ان میں سے ترپن منصوبوں کو پایہ تکمیل تک پہنچایا ہے۔ ایک طرف ان منصوبوں سے تعلیم کو ہم دور دراز علاقوں میں اور ان علاقوں تک پہنچانے میں کامیاب ہوئے دوسری طرف تعلیمی معیار کو بہتر بنانے کے لئے جو اقدامات کئے گئے ہیں ان کے ساتھ ساتھ صرف تعلیمی معیار کو بہتر نہیں بنایا گیا بلکہ بے روزگار نوجوانوں کو ہم نے روزگار کے مواقع بھی فراہم کئے ہیں موجودہ مالی سال میں تعلیمی پسماندگی کو دور کرنے کے لئے پرائمری تعلیم کو عام کرنے کے لئے تعلیم کو مربوط کرنا اور اس کا معیار بلند کرنا لڑکیوں کو تعلیم کے لئے زیادہ سے زیادہ سہولیات اور مواقع فراہم کرنا۔ اور ان میں جدت پیدا کرنے کے لئے اور موجودہ دور کے تقاضوں سے ہم آہنگ کرنا یہ ہماری آئندہ سال کی پالیسی میں شامل ہے اس ارادے سے تعلیمی شعبے میں کئی نئے اقدامات شامل ہونگے۔ تعلیمی ترقی کے لئے حکومت بلوچستان اپنے وسائل بروئے کار لا رہی ہے اور ساتھ ہی ساتھ ہم نے عالمی بینک کا بھی تعاون حاصل کیا ہے عالمی بینک نئے آنے والے سال میں پرائمری شعبے میں ایک نیا پروجیکٹ کو متعارف کرنے

پر راضی ہوا ہے اور ساتھ ورلڈ فوڈ پروگرام کے حوالے سے ہم اپنے اس پسماندہ صوبے کو خصوصاً خواتین کو تعلیم کی طرف لانے کے لئے ۱۷ کروڑ روپے کے بجٹ سے کام شروع کیا گیا ہے اور اس پر ابھی سے با قاعدہ کام شروع ہے آئندہ ہم اپنے پسماندہ اضلاع میں جہاں ہماری قبائلی روایات خواتین کو حصول تعلیم میں رکاوٹ ہے،ہم ان دلکش ترغیبات کے ذریعے اپنی خواتین کو ترغیب دینے کے لئے یہ پراجیکٹ شروع کر رہے ہیں۔ جناب اسپیکر صاحب! پرائمری شعبے کے ساتھ ساتھ حکومت نے مڈل، ہائی اور کالج کی سطح پر بھی توجہ دی ہے گزشتہ سال میں یقیناً حکومت بلوچستان جو ڈویلپمنٹ ایجوکیشن سیکٹر میں کی ہے ان کا اندازہ ہم سب کو ہے کہ پچھلے پورے دور میں پورے سال میں دس کالج دس سکول نہیں کھولے گئے تھے ہم نے دس کالج کھولے چھ انٹر کالج کو ڈگری کالج کا درجہ دیا ہے اور ساتھ ساتھ گزشتہ سال ہم نے چھبیس ہائی اسکول کھولے اور باون پرائمری اسکول کو اَپ گریڈ کر کے ان کو مڈل کا درجہ دیا گیا ہے اور ڈیڑھ سو پرائمری اسکول کھولے گئے اس کے ساتھ دوسو اسکول کی ہم نے بلڈنگ بنائی۔تو موجودہ حکومت پرائمری ایجوکیشن کے ساتھ ہائر ایجوکیشن پر بھی توجہ دے رہی ہے اور ان کے لئے مناسب بجٹ مختص کیا ہے جاپان بینک برائے عالمی تعاون نے ایجوکیشن کی سطح پر پراجیکٹ میں جو ہمارے ہاں پانچ سالوں سے چل رہی ہے ان کا پروگرام ختم ہو رہا ہے ہم نے ان کو توسیع دینے پر رضامندی ظاہر کی ہے تو ان کے ذریعے ہم مزید مڈل اسکول برائے طلبا وطالبات کھول سکیں گے جو تعلیمی حالت کو بہتر بنا سکیں گے۔اسی طرح خواتین کو تعلیمی فائدہ پہنچانے کے خاطر جہاں ہم پرائمری ،مڈل اور ہائی اسکول کسی حد تک ضروری اقدامات کر رہے ہیں وہی ہم نے گرلز انٹر کالجوں کو ڈگری کالج کا درجہ دے دیا ہے اور اس طرح باقاعدگی سے آغاز ہو رہا ہے موجودہ سال کے منصوبے میں خواتین یونیورسٹی کے قائم کرنے میں جو کامیابی ہمیں ملی ہے انشاءاللہ اس کے اچھے نتائج مرتب ہونگے بلوچستان کی قبائلی اور مذہبی روایات کو مدنظر رکھ کر اس سال جو ہم نے یونیورسٹی پے جو کام شروع کیا ہے اس پے ہم یقیناً گورنر بلوچستان اویس احمد غنی صاحب اور وزیر اعظم پاکستان جمالی صاحب کے تعاون کے ہم مشکور ہیں۔اس کے علاوہ ہم اس سال خواتین کے لئے مختلف منصوبے پر کام شروع کیا ہے جس میں اکنامکس کالج، کالج آف آرٹس اور ایک انسٹیٹیوٹ کے قیام کا اپنے تعلیمی منصوبے میں شامل کیا گیا ہے اس کے علاوہ آئندہ سال ہم انشاء اللہ دس مزید نئے

منصوبے کے گرلز کالج اور گرلز ہاسٹل بھی ، جناب اسپیکر! حکومت نے انفارمیشن ٹیکنالوجی کی تعلیم کو عام کرنے کا منصوبہ بنایا ہے جس کا ذکر ہمارے انفارمیشن منسٹر جناب مطیع اللہ آغا صاحب اپنی تقریر میں کیا اس منصوبے کے تحت تمام اسکولوں میں کمپیوٹر لیب اور ان کے ساتھ ساتھ ٹیچر فراہم کرنے کے منصوبے بنائے ہیں اگر ایک طرف پورے نوجوانوں کو تیار کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں اور جو نوجوانوں کو روزگار فراہم کریں گے جناب اسپیکر صاحب! آئی ٹی کی تعلیم کے ساتھ ساتھ اس بجٹ میں اس بات کا خیال بھی رکھا گیا ہے کہ ہمارے تعلیم یافتہ نوجوان جو کہ گریجویٹ کرنے کے بعد فارغ ہوتے ہیں اور ہم گورنمنٹ اتنے روزگار اگر نہیں دے سکتے ہیں تو ہم نے ان کو ماہر بنانے کے لئے ایک نئے پولیٹیکل انسٹیٹیوٹ کے قیام کے ساتھ ساتھ جو جو اداروں میں نئے نئے منصوبے شروع کئے ہیں اور فنی اداروں کو بہتر بنانے کے لئے منصوبے شروع کئے ہیں ان منصوبوں پر عمل درآمد کے لئے ایشیائی ترقیاتی بینک نے تعاون کی یقین دہانی کرائی ہے ایشیائی بینک کے تعاون سے ان اداروں میں ایسی جدید تعلیم کو متعارف کیا جائے گا اور جو بچے ہمارے فارغ ہونگے وہ ہماری گوادر پورٹ کے لئے کم از کم انسانی وسائل کے مانگ کو پورا کرسکیں گے جناب اسپیکر صاحب! حکومت کا ترقیاتی پروگرام برائے سال ۰۵-۲۰۰۴ء اس بات کا گواہ ہے کہ حکومت تعلیم کی اہمیت کا بخوبی احساس رکھتی ہے اور اس کے فروغ کے لئے سنجیدگی سے کوشاں ہے ہم انشاءاللہ ترقی کے ذریعے انسانی وسائل کو بہتر بنا کر اپنی معاشی ترقی کے کام میں اضافہ کریں گے اور عوام کا معیار زندگی بہتر بنانے میں کامیاب ہونگے چند ضروری ان منصوبوں کی نشاندہی میں نے صرف ایجوکیشن سیکٹر میں کی ہے اس سے اندازہ ہوگا کہ موجودہ بجٹ جو صرف تعلیمی شعبہ میں اتنے بڑے منصوبے اور اتنی تبدیلی لانے کے لئے جو فنڈ مختص کئے ہیں اس سے اندازہ ہوگا کہ ہمارے بجٹ میں دوسرے شعبہ میں بہت سے منصوبے تیار کئے ہونگے جو بلوچستان کے لئے نیک شگون ثابت ہوگا ہمارے اپوزیشن کے ساتھی اگر اس بجٹ کو دیکھ لیں تو اس سے میرے خیال میں موجودہ بجٹ بلوچستان کی تاریخ میں یہ بجٹ متوازن بھی ہے اور بلوچستان کی ترقی کا سبب بھی بنے گا لیکن حکومت وقت جو بجٹ تیار کی ہے اسے بڑی مہارت کے ساتھ تیار کیا گیا اور بلوچستان کے لئے جو بھی منصوبہ بندی کرتے ہیں وہ ایک مہارت کے ساتھ کرتے ہیں۔اور حکومت وقت کے ساتھ یہ اختیار ہوتا ہے کہ وہ بلوچستان کے بہترین مفادات کے لئے جو

منصوبہ بندی کرتے ہیں یہ ان کا حق ہے جناب اسپیکر! میں آپ کا زیادہ وقت لینا نہیں چاہتا البتہ ایک بار پھر میں ایک متوازن بجٹ پیش کرنے کا جام میر محمد یوسف صاحب، جناب سید احسان شاہ اور مولانا عبدالواسع اور تمام ٹیم کو مبارک باد پیش کرتا ہوں آخر میں میں ایک درخواست کروں گا کہ ہر سال بلوچستان اسمبلی کے ملازمین اور ایم پی اے ہاسٹل کے ملازمین کو دو مہینے کی تنخواہ بطور بونس دی جاتی رہی ہے ہمیں امید ہے کہ وزیر اعلیٰ بلوچستان اور وزیر خزانہ اس سال بھی ہمارے ملازمین کو بطور بونس دو تنخواہ دینے کا اعلان کریں گے۔

<u>جناب اسپیکر</u>: جناب محمد اسلم بھوتانی صاحب!

<u>محمد اسلم بھوتانی (ڈپٹی اسپیکر)</u>: شکریہ جناب اسپیکر! میں سب سے پہلے جناب احسان شاہ اور مولانا واسع کو مبارک باد پیش کرتا ہوں کہ جنہوں نے اتنا اچھا بجٹ پیش کیا اور قابل تعریف ہے جام صاحب نے جو کہ ان کی رہنمائی کی۔ یہ بجٹ بلوچستان کی تاریخ کا منفرد بجٹ ہے خاصکر کہ ترقیاتی اسکیموں کے حوالے سے پہلے آفیسرز بجٹ بناتے تھے جس سے عوام کی ترجمانی نہیں کرتے تھے، اس بار سی ایم کی خصوصی ہدایت پر جو ترقیاتی پروگرام بنا ہے جو ۱۰۰ فیصد عوامی نمائندوں کی رائے کے مطابق بنا ہے کیوں کہ وزیر اعلیٰ صاحب! یہ حقیقت بھی ہے کہ عوامی نمائندے جس طرح عوامی مسائل کو اجاگر کر سکتے ہیں، اور اسی لئے یہ بجٹ جو ہے عوامی نمائندوں کے امنگوں کے مطابق ہے اور عوامی نمائندے ہم جو ہیں عوام نے منتخب کر کے ہمیں بھیجا ہے۔ اسلئے اس بجٹ کو عوامی بجٹ کہنے میں کوئی عار نہیں ہے۔ اور یہ حقیقتاً عوامی بجٹ ہے۔ تو میں امید کرتا ہوں کہ اپوزیشن والوں کو جو خدشات ہیں۔ وزیر اعلیٰ صاحب نے بھی اُنکو یقین دھانی کرائی ہے اور وزیر خزانہ نے بھی وہ اُن کے ساتھ بھی بیٹھے گے ہم دعا کرتے ہیں کہ اللہ ان کو بھی عقل دے۔ وہ آئیں کیونکہ ان کو بھی لوگوں نے منتخب کر کے بھیجا ہے۔ کہ اس عمل میں حصہ دار بنیں۔ اگر ان کو کوئی تکلیف ہیں تو اس کو ایک جمہوری انداز میں پیش کریں۔ وزیر اعلیٰ اور وزیر خزانہ نے کہا کہ ہم اِن کے مسائل حل کریں گے۔ لیکن بینر لانا اور روڈ پر جلسے جلوس کرنا دھمکیاں دینا یہ مناسب نہیں ہے اور دھمکیوں سے حکومت نہ مرعوب ہو جائے گی PSDP چینج کریں تو پھر حکومت کی کورٹ ختم ہو جائے گی پھر جو بھی حکومت کا اقدام ہوگا پھر اپوزیشن بینرز لیکر سڑکوں پر چلی جائے اور حکومت اگلے دن فیصلہ واپس

لے تو پھر اس سے بہتر ہے کہ اپوزیشن ہی حکومت کرے تو یہ روایت بالکل غلط ہے ۔میں وزیر اعلیٰ صاحب کو ایک بار پھر مبارکباد دیتاہوں کہ اُنہوں نے اور انکی حکومت نے مالی وسائل NFCایوارڈ نہیں ہوا پھر بھی صدر محترم جنرل پرویز مشرف صاحب جب سے آئے ہیں اور جس طرح سے بلوچستان کا درد دل میں رکھتے ہیں ۔انہوں نے وزیر اعلیٰ کی سفارش پر اضافی گرانٹ دی جس سے ہم ایک بہتر عوامی بجٹ پیش کر سکے۔اس کے علاوہ میں وزیر خزانہ صاحب سے گزارش کروں گا جیسا کہ سب ممبرانِ اسمبلی نے کہا کہ اسمبلی، ایم پی اے ہاسٹل اور آپ اپنے وزارتِ خزانہ کے افسران جنہوں نے محنت کی ہے ان کو کم از کم دو ماہ کا بونس دیں، لیکن یہ نہیں کہ دو ماہ کا کہیں تو ایک ماہ کا کر دیں اگر وہ دو کا کریں گے تو پھر ہم یہ کہیں گے تین ماہ کا کر دیں کیونکہ مجھے اندازہ ہورہا ہے کہ دو ماہ کہہ رہے ہیں کہ احسان شاہ صاحب ایک ماہ کا اعلان کریں گے۔اگر ایسی کوئی بات ہے تو میں کہوں گا کہ چار ماہ کا دے دیں کم از کم دو ماہ کا مل جائے بہت شکریہ!

<u>جناب اسپیکر</u>: ثمینہ سعید!

<u>محترمہ ثمینہ سعید</u>: بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم ۔جناب اسپیکر صاحب! میں سب سے پہلے اس اسمبلی کے ملازمین اور ایم پی اے ہاسٹل کے ملازمین اور محکمہ خزانہ کے وہ افسران جنہوں نے اس بجٹ کو تیار کیا ان کیلئے دو مہینے کی تنخواہ اور جو الاؤنس انکو ہمیشہ ہر سال دیا جاتا ہے اس کیلئے محترم وزیر اعلیٰ صاحب سے وزیر خزانہ سید احسان شاہ صاحب سے کہتی ہوں اس کیلئے سب ممبران نے کہا اور میں نے بھی اس کو پہلے نمبر پر رکھا ہے تو ابھی اس کیلئے اعلان ہوجانا چاہیے ۔اور اسکے لئے بعد میں سید احسان شاہ صاحب اور سنیئر صوبائی وزیر مولانا عبدالواسع اور جام میر محمد یوسف صاحب کو مبارکباد پیش کرتی ہوں کہ انہوں نے کم وسائل کے اندر اتنا متوازن بجٹ پیش کیا۔اور یہ عوامی بجٹ ہے عوام کے توقعات کے بالکل عین مطابق ہے ۔اور میں یہاں یہ بات بھی کہنا چاہونگی کہ ایک چیز یہ ہوتی ہے کہ جب ہمارے پاس کوئی topic ہمارے سامنے آتا ہے ۔جب ہم اس پر بحث کرنا چاہتے ہیں اور اس میں ہم اپنے دلائل کے ساتھ پوائنٹس نکالتے ہیں۔تو ہمیں منفی پوائنٹس زیادہ ملتے ہیں اور اگر ہم اس کی حمایت کرنا چاہتے ہیں تو مثبت پوائنٹس صرف انہی لوگوں کو نظر آتے ہیں۔جو اس کو مثبت رکھنا چاہتے ہیں ۔تو اس لئے جن لوگوں

نے اس بجٹ کی مخالفت کی ہے۔انکواس کے اندر منفی پوائنٹس بہت زیادہ ملیں گے۔لیکن اگر ہم تھوڑا سا غور کریں۔تو یہ بجٹ جو ہے اس میں بہت سارے مثبت پہلو بھی چھپے ہوئے ہیں اس کے بعد جناب اسپیکر! ابھی جبکہ NFC ایوارڈ کا فیصلہ نہیں ہوا تو بجٹ بنانا ایک مشکل کام تھا لیکن اس کام کو بہت احسن طریقہ سے مکمل کیا گیا۔جناب اسپیکر! تعلیم کیلئے رکھی جانے والی رقم گیارہ ارب تراسی کروڑ روپے ہے جو کہ تعلیم کے شعبے کیلئے انتہائی اہم ہے۔جیسا کہ عبدالواحد صدیقی نے بھی بتایا کہ تعلیم کیلئے انکی کیا کیا منصوبہ بندی ہے اور جیسا کہ الحمداللہ خواتین یونیورسٹی قائم ہوئی تھی اس طرح انشاءاللہ ان تمام شعبوں کی طرف ضرور توجہ دی جائیگی اسکے ساتھ پرائمری اسکولوں کو مڈل اور کالجز کو ڈگری کا درجہ دیا گیا ہے۔ہمارے صوبے کی تعلیم کی جو ضروریات تھیں اسکو انشاءاللہ تعالیٰ پوری کرینگے اور اسکے ساتھ ساتھ انشاءاللہ خواندگی کی شرح بھی بڑھے گی اور تعلیم کا معیار بھی بلند ہوگا۔جناب والا! اس بجٹ کی جو سب سے اہم بات ہے اور جسکی لوگوں کو ضرورت بھی تھی اور عوام چاہتے بھی کہ اسکی طرف توجہ دی جائے وہ تھی امن وامان کی صورت حال اور امن وامان کی صورتحال کیلئے تین ارب روپے کی رقم مختص کی گئی ہے میں سمجھتی ہوں کہ بہت ہی اچھا قدم ہے اور گزشتہ دنوں سے گزشتہ مہینوں سے ہمارے صوبے کی امن وامان کی صورتحال جو خراب ہورہی تھی اس رقم سے وہ تمام پہلو عمل میں لائے جائیں گے تاکہ امن وامان کی صورتحال بہتر ہو اور یہ تمام اقدامات عوام کیلئے ہی کیئے جارہے ہیں کیونکہ سب سے پہلے جو متاثر ہوتے ہیں۔امن وامان کی صورتحال سے وہ عوام متاثر ہوتے ہیں۔اس لئے اس کیلئے اتنی بڑی رقم جو مختص کی گئی ہے یہ بہت ہی اچھا قدم ہے۔ جناب اسپیکر! اسکے ساتھ میں وزیرخزانہ صاحب کی توجہ ان بیروزگار نوجوانوں کی طرف مبذول کروانا چاہونگی اگرچہ کچھ اسامیاں پیدا کی گئی ہیں اور کچھ اسامیاں نکالی جائیگی لیکن جناب سپیکر! پندرہ ہزار اسامیاں ہمارے صوبے کیلئے ناکافی ہیں کیونکہ بیروزگار انجینئرز،ڈاکٹرز،زرعی گریجویٹس اور ایم ایس سی اور ایم اے نوجوان اور نوجوان خواتین وہ بھی بیروزگار ہیں تو اگر ان اسامیوں میں کچھ زیادہ اضافہ کیا جاتا اور زرعی شعبہ کیلئے،ڈاکٹرز کیلئے،انجینئرز کیلئے اگر علیحدہ سی اسامیاں رکھی جاتیں تو یہ صورتحال اور زیادہ بہتر ہوسکتی تھی۔جناب اسپیکر! اس بجٹ کے حوالے سے ایک اور بات میں یہ کہنا چاہونگی کہ اس قدر مہنگائی کے دور میں ملازمیں کی تنخواہوں میں ۱۵ فیصد کا اضافہ جو ہے وہ ناکافی ہے اس اضافے کو کچھ زیادہ ہونا

چاہیئے تھا تا کہ جو سفید پوش لوگ ہیں انکی سفید پوشی پر پردہ تو پڑا رہتا اور اس کو ۲۵ سے ۳۰ فیصد ہونا چاہیئے تھا تا کہ عوام کو اس لحاظ سے کچھ ریلیف ملتا کیونکہ یہ ایک حقیقت ہے کہ مہنگائی بہت زیادہ ہو چکی ہے۔ جو عام طبقہ ہے یا مڈل کلاس طبقہ ہے وہ بھی شدید طریقہ سے اسکی لپیٹ میں آ چکا ہے اگر ان تنخواہوں میں تھوڑا سا زیادہ اضافہ ہوتا تو یہ ایک اچھی بات ہوتی اور میں ان سے گزارش کرتی ہوں کہ اس کی طرف وہ مزید توجہ دیں۔ جناب سپیکر! اس بجٹ میں گوادر میں ۵۰ بستروں پر مشتمل ہسپتال کے قیام کی جو نوید سنائی گئی ہے یہ ایک بہت ہی اچھی بات ہے اور اس کیلیئے تمام لوگ مبارکباد کے مستحق ہیں کیونکہ اس کے ساتھ ساتھ مسلم باغ، ژوب اور لورالائی میں ابتدائی طبی سہولیات کی فراہمی کیلیئے جو سنٹر کے قیام کی تجویز بھی اس بجٹ میں شامل ہے یہ میرے خیال میں پہلی دفعہ بلوچستان کے کسی گورنمنٹ نے یہ اقدام اٹھایا ہے تا کہ وہاں کے لوگ جو ہیں وہ اتنا لمبا سفر طے کر کے کوئٹہ نہ آئیں اور وہ اپنے ہی علاقے میں اور آپنے ہی گھر میں ان تمام سہولیات سے اچھے طریقہ سے مستفید ہوسکیں۔ جناب اسپیکر! گوادر کے منصوبے سمیت دیگر ترقیاتی منصوبوں کی تکمیل ہمارے صوبے کو ترقی کی راہ پر گامزن کرے گی اور اس پر معاشی اور اقتصادی ترقی کے دور کا ایک بہترین آغاز ہوگا۔ مجموعی لحاظ سے دیکھا جائے تو یہ بجٹ انتہائی اہم اور متوازن تھا اور اس میں تعلیم سے لے کر صحت سے لے کر آبنوشی کے منصوبوں سے لے کر دیگر جتنے منصوبے اس میں شامل کئے گئے تھے وہ تمام بہترین تھے اور اس پر میں یہ گزارش وزیراعلیٰ اور وزیرخزانہ سے یہ کروں گی کہ جب یہ منصوبے شامل کئے گئے ہیں عوام کے لئے اور آپ لوگوں کے حلقوں کے لئے تو مہربانی کر کے اسمیں جو چیک اینڈ بیلنس کا جو ایک طریقہ کار ہے اس کو بھی سامنے رکھیں تا کہ یہ منصوبے بروقت مکمل ہوں شروع اور بروقت ختم ہوں تا کہ مالی سال کے اختتام پر یہ بات سامنے نہ آئے کہ اتنا پیسہ جو تھا وہ لیپس میں چلا گیا اور اتنے فنڈز جو تھے وہ استعمال میں نہیں آسکے۔ اس کے ساتھ ساتھ جناب اسپیکر! میں کچھ تجاویز بھی پیش کرنا چاہوں گی اور اس بجٹ کے حوالے سے یہ بھی کہنا چاہوں گی کہ خواتین کے حوالے سے صرف اس بجٹ میں یہ کہا گیا ہے کہ ان کی فلاح و بہبود کے لئے کچھ اسکیمیں شامل ہونگی لیکن یہ جو اسکیمیں تھیں وہ فلاح و بہبود کے متعلق ان کی جو تشریح ہے وہ نہیں کی گئی ہے اس سے ہمیں پتہ نہیں چل سکا کہ وہ کونسی اسکیمیں ہیں جو خواتین کی فلاح و بہبود کے لئے اس بجٹ میں شامل کی گئی ہیں ان کو اگر زیادہ واضح کر دیا

جا تا تو زیادہ بہتر تھا تا کہ خواتین بھی ان اسکیموں سے ذرا خوش ہو جاتیں کہ خواتین کی فلاح و بہبود کے لئے ہماری حکومت کیا کچھ اقدامات کر رہی ہے تعلیم اور صحت کے علاوہ۔ جناب اسپیکر! اس بجٹ میں ایک الگ ٹی وی چینل کا پروگرام بھی شامل تھا تو میں یہ گزارش کرنا چاہوں گی کہ ٹی وی چینل تو ہمارے ہاں موجود ہے بلکہ پورا کیبل نیٹ ورک موجود ہے پورا میڈیا موجود ہے اور ہم سب بہت اچھی طرح سے جانتے ہیں کہ ان چینل پر کیا ہو رہا ہے میں نے پہلے بھی اس سلسلے میں ایک قرارداد بھی اس ایوان سے منظور کرائی تھی اور ہماری نوجوان نسل تباہ و برباد ہو رہی ہے یہ کینسر سے زیادہ مہلک مرض جو ہے جو ہماری نوجوان نسل کو اپنی لپیٹ میں لے رہا ہے تو میں آپ سے یہ گزارش کرنا چاہوں گی کہ آپ بے شک ٹی وی چینل قائم کریں لیکن اس ٹی وی چینل میں اس طرح کے پروگرام اس میں پیش ہونے چاہئیں جو ہماری نوجوان نسل کو ہماری بچیوں کو ہمارے صوبے کی خواتین کو ایک اچھے شہری بننے پر مجبور کریں ان کی اخلاقی تربیت بھی کریں اور اس کے ساتھ ساتھ جناب اسپیکر! میری ایک تجویز یہ بھی تھی کہ اگر ضلع کی سطح پر یا اضلاع کی سطح پر یا چند شہروں میں اگر اس بجٹ میں یہ تجویز شامل ہوتی کہ خواتین کی تعلیم کے لئے پروگرام ہیں الحمدوللہ تعلیم کے شعبے میں ہم نے کافی ترقی کر لی ہے اس کے ساتھ ساتھ ہمارے لئے دینی تعلیم بھی اتنی ہی ضروری ہے تو اگر قرآن اکیڈمی کی تجویز کی کوئی اسکیم آتی تو اس سے ہمیں بہت زیادہ خوشی ہوتی اور اس کے ساتھ جناب اسپیکر! میں پیش کرنا چاہوں گی اور اس امید کے ساتھ کہ آپ لوگ اس سے اتفاق کریں گے کہ ہمارا ملک ایک غریب ملک ہے اور ہمارا صوبہ ایک پسماندہ صوبہ رہا ہے ہمیشہ سے تو جناب اسپیکر! اس دن جو پی ایس ڈی پی کی کاپیاں بجٹ اجلاس میں نظر آئیں تو انتہائی دکھ ہوا اس کے لئے میری ایک تجویز ہے کہ اگر اتنی زیادہ تعداد میں بجٹ کی کاپیاں اور اس دن جو بجٹ کا ایک پورا پلندہ تھا وہ نہ چھاپیں اس کی دو چار کاپیاں بنا کر لائبریریوں میں رکھ دی جائیں مختلف صوبے کے جو بڑی بڑی لائبریریاں ہیں وہاں پر فراہم کر دی جائیں تا کہ جو ارکان اسمبلی چاہتے ہیں کہ وہ دیکھیں کہ ان کے علاقوں کے لئے اس میں کیا کیا شامل کیا گیا ہے وہ اپنے خرچے سے جا کر اس کو فوٹو اسٹیٹ کروائیں یا دیکھیں یہ ان کا کام ہو ہماری حکومت پر اس کا بوجھ نہیں ہونا چاہئے۔ جناب اسپیکر! اس بجٹ سے پہلے بجٹ میں ہم نے خواتین یونیورسٹی کے قیام کا اعلان کیا تھا اس بجٹ میں ہمیں امید تھی کہ ہماری خواتین کے لئے ایک الگ میڈیکل

کالج کا قیام اس میں شامل ہونا چاہئے تھا اس بجٹ میں وہ نہیں ہے لیکن دیگر ٹیکنیکل کالج اور ہوم اکنامکس کالج وہ شامل ہیں لیکن آئندہ کے لئے آپ اس کو اپنے پروگرام میں شامل کر لیں کہ ایک الگ میڈیکل کالج ہوتا کہ بلوچستان کی روایات اور بلوچستان کا ماحول اس بات کی اجازت نہیں دیتا کہ ہماری طالبات میڈیکل کی تعلیم کو ایجوکیشن میں جا کر حاصل کریں تو ہماری بچیوں کے لئے ایک الگ میڈیکل کالج کا قیام عمل میں آنا چاہئے تھا۔ جناب! میں آخر میں ایک مرتبہ پھر وزیراعلیٰ جام میر محمد یوسف صاحب محترم سنئیر منسٹر مولانا عبدالواسع صاحب اور وزیر خزانہ سید احسان شاہ صاحب کو بے حد مبارکباد پیش کر دیتی ہوں کہ انہوں نے یہ بجٹ پیش کیا اور اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی گزارش کرتی ہوں کہ جو تجاویز میں نے پیش کی ہیں ان کو ضرور شامل کریں گے۔ شکریہ!

جناب اسپیکر: شاہ زمان رند!

شاہ زمان رند: جناب! جیسے سب نے کہا ہے کہ جو بلوچستان اسمبلی کے ملازمین ہیں تو اس کا میں سمجھتا ہوں یہ دستور بھی ہے موقع بھی جو لوگ یعنی قائد ایوان اعلان کرتا ہے وہ بھی موجود ہیں کل پتہ نہیں ہے وہاں آجائیں یا نہ آجائیں جو اس اعلان پر عمل کرتا ہے یعنی شاہ صاحب ہمارے فنانس منسٹر وہ بھی موجود ہیں اور ان کے سیکرٹری بھی تشریف رکھتے ہیں میں ان کو سامنے دیکھ رہا ہوں اس کے علاوہ اسمبلی کے ملازمین کے اور ہم سب کے بڑے ہیں آپ بھی موجود ہیں گو بلوچستان اسمبلی میں روایات ٹوٹتی رہی ہیں لیکن خدارا یہ رزق کا معاملہ ہے یہ روایت نہیں ٹوٹنی چاہئے۔

جناب اسپیکر: کل ہم کہاں ہونگے ہم تو ادھر ہونگے۔

شاہ زمان رند: آپ تو شاید آجائیں یا ڈپٹی اسپیکر آجائیں۔ یا قائد ایوان نہ آئیں۔ اعلان ہو جائے۔

جناب اسپیکر: اب اسمبلی کا اجلاس ۲۸ رجون ۲۰۰۴ء صبح دس بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

(اجلاس کی کارروائی ایک بجکر ۳۰ منٹ پر مورخہ ۲۸ رجون ۲۰۰۴ء صبح دس بجے تک اختتام پزیر ہوئی)